آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء | ذوالحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے طلباء سے عہ

فہرست مضامین

مسیحیت کی اشاعت آگ اور تلوار کے ذریعہ سے ۴۰۷ – ۴۲۴
ملک ہند میں روحانی فتوحات ۴۲۵ – ۴۳۲
اختلافات بائبل ۴۳۳ – ۴۳۵
ریویو ۴۳۶ – ۴۳۷
ایک عجیب فیصلہ ۴۳۸
سالانہ جلسہ ۴۳۹ – ۴۴۲
ماہوار رپورٹ ۴۴۳ – ۴۴۶ – ریویو ۴۴۶
گوشوارہ ۴۴۷ – ۴۵۰

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیف کتابیں

ہمارے سید و مولیٰ امام مہدی علیہ السلام ۔ فتح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں ۔ "اگر در حقیقت کمل اشاعت ہی ہماری غرض ہے ۔ تو مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں ۔ جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں ۔ ہماری مدِ نظر رہنا چاہیئے ۔ کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو ۔ بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آئیں ۔"

اس ارشاد واجب الانقیاد کے ماتحت ہر احمدی فہرست مندرجہ ذیل سے حسب استطاعت کتابیں ضرور خرید لے ۔ بعض پیش آمدہ حالات کی وجہ سے میں امید رکھتا ہوں ۔ کہ وہ دوہرا ثواب حاصل کرے گا ۔

نام کتاب	زبان	مضمون	قیمت
آئینہ کمالات اسلام	اردو عربی	حقیقت اسلام ۔ تبلیغ رسالت ۔	عہ
انوار الاسلام	اردو	آتھم کی پیشگوئی کی تفصیل رد عیسائیت ۔	۴/
ایام صلح	فارسی	دعویٰ مع دلائل و پیشگوئی طاعون ۔	۸/
استفتاء	عربی	دعویٰ کا تصحیح و تبلیغ عربی میں ثبوت ۔	۴/
استفتاء	اردو	لیکھرام کا قتل پیشگوئی سے ہوا ۔	۱/
کرامات الصادقین	عربی	تفسیر سورہ فاتحہ ۔	۸/
نور الحق حصہ اول و دوم	عربی مترجم	رد عیسائیت ۔	۱۱/ × ۵/
حقیقۃ المہدی	اردو	آنے والا مہدی صلح کار ہے ۔	۱/
ازالہ اوہام حصہ اول ۔ دوم ۱۲/ ۱۴/	اردو	دعویٰ کا ثبوت مدلل مفصل ۔	[illegible]
فتح اسلام	اردو	بیان دعویٰ و تبلیغ شارع	۲/
توضیح مرام	اردو	حقیقت نزول ملائکہ	۲/
قادیان کے آریہ اور ہم	اردو	رد آریہ اور نظم	۳/
حقیقۃ الوحی	اردو	الہام و وحی کی تشریح ۲۰۸ نشانات ۔	للعہ
ضیاء الحق	اردو	رد عیسائیت جواب بعض اعتراضات متعلق آتھم	۲/
سر الخلافہ	عربی	رد شیعہ	۸/
رسالہ جہاد مع ضمیمہ	اردو	ممانعت جہاد	۱/
اعجاز احمدی	اردو	اردو اور عربی قصیدہ	۱۲/
کشتی نوح	اردو	تعلیم حضرت مہدی ع	۲/
خطبہ الہامیہ	عربی مع اردو	الٰہی نشان کا اظہار	عہ
تحفہ غزنویہ	اردو	جواب اشتہار مولوی عبد الحق غزنوی	۲/
تریاق القلوب	اردو	چند پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی تفصیل ۔	۱۲/
مسیح ہندوستان میں	اردو		۳/

درخواستیں بنام مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس ۔ قادیان ضلع گورداسپور آویں

ضروری اطلاع ۔ تمام خریداران کو جن کا چندہ دسمبر ۱۹۱۲ء میں ختم ہو جائے گا بذریعہ کارڈ اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ۱۵ دسمبر تک آئندہ سال کا چندہ ۱۵ دسمبر تک ارسال فرماویں ۔ یا وی پی کی اجازت دیں ۔ امید ہے کہ احباب ضرور تاریخ مذکور تک قیمت ارسال فرماویں گے ۔ اور جو صاحب کسی وجہ سے ۱۵ دسمبر تک قیمت ادا نہ کر سکیں وہ ضرور وقت پر اطلاع دیں ۔ اور بار بار کی خط و کتابت کا نقصان ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسیحیت کی اشاعت آگ اور تلوار کے ذریعہ سے

مسیحی صاحبان کی عادت ہے کہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات کا بہت ذکر کیا کرتے ہیں جو ابتدائی زمانہ میں مسیحیوں کے قول کے مطابق مسیحیت کے پیروؤں کو پیش آئیں مگر وہ اُن خونریزیوں۔ قتل عام۔ اور طرح طرح کی بے رحمیوں اور وحشیانہ کارروائیوں کا کبھی ذکر نہیں کرتے جو اُن کے بزرگان دین محض مسیحی مذہب کے پھیلانے کے لئے ہمیشہ اختیار کرتے رہے۔ یہ امر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تمام نئی مذہبی جماعتیں جو ایک قائم شدہ سلسلہ سے الگ ہو کر نئے خیالات کا اظہار کرتی ہیں اُن کو ضرور کچھ نہ کچھ تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جسقدر لوگوں کی اخلاقی حالت زیادہ گری ہوئی ہو اُسی قدر تکلیف زیادہ دی جاتی ہے مگر جب ہم مسیحی مذہب کی تاریخ پر نظر کرتے ہیں تو یہ امر روز روشن کی طرح ہم پر کھل جاتا ہے کہ کسی مذہب اور کسی قوم نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے اسقدر خونریزی اور بے رحمی سے کام نہیں لیا جسقدر کہ مسیحی مذہب کے پیروؤں نے لیا ہے۔ حالانکہ اس مذہب کے پیرو اپنے مذہب کو آشتی اور صلح کا مذہب کہتے ہیں۔

آجکل کے مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں نیک لوگ صرف مسیحی ہی ہوا کرتے تھے باقی سب لوگ بُرے تھے سوائے معدودے چند کے۔ مسیحیوں کے اس قسم کے خیالات کا پتہ ایسی کتابوں سے خوب ملتا ہے جیسی کہ کتاب سائین آف دی کراس

جو آجکل کے مسیحیوں میں بہت پسند کیجاتی ہے کیونکہ اُس میں اُن کے خیالات کا عکس پایا جاتا ہے۔ مگر جب ہم تاریخ کو پڑھتے ہیں تو یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ رومیوں نے جو ایک غیر مسیحی قوم تھی تمام غیر مذاہب کو جو اُن کی سلطنت میں پائے جاتے تھے پوری مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ چنانچہ متھرا ازم جو ایک مشرقی مذہب تھا اور جس میں سورج کی پرستش پائی جاتی تھی تمام رومی سلطنت میں پھیل گیا یہانتک کہ اس سلطنت کے دور دراز کناروں تک پہنچ گیا چنانچہ خود برطانیہ کے جزیرے میں اس مذہب کے نشان پائے جاتے ہیں۔ اور اس مذہب کی اشاعت رومی سلطنت میں ایسی وسیع تھی کہ اس کے بہت سے رسومات مسیحی مذہب میں بھی داخل ہو گئے اور اب تک وہ مسیحی مذہب کی جزو سمجھے جاتے ہیں ؛

جیسا متھرا ازم رومی سلطنت کے کناروں تک بلا روک ٹوک پھیل گیا۔ اسی طرح مسیحی مذہب بھی پوری آزادی کے ساتھ کل رومی سلطنت میں پھیل سکتا تھا۔ اگر بعض پولٹیکل وجوہات مانع نہ ہوتیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب کبھی شاہی احکام مسیحی لوگوں کے برخلاف جاری کیئے گئے تو اس کا سبب مذہبی اختلاف نہ تھا۔ بلکہ ملکی مصلحت اس بات کی محرک ہوئی۔ مگر باوجود اس کے مسیحیوں کے برخلاف باضابطہ اور باقاعدہ کارروائی (جیساکہ جے۔ ایم۔ رابرٹسن ایم پی بیان کرتا ہے) صرف پانچ مرتبہ کی گئی (۱) مصر میں سیویرس کے ماتحت (۲) میکس می نس کے زمانہ میں ایک محدود پیمانہ پر (۳) مشرق میں ڈی سی اس کے ماتحت (۴) ولی رین کے زمانہ میں (۵) ڈایوکلی شی ان کے عہد میں۔ یہ پانچویں کارروائی جو مسیحیوں کے برخلاف کیگئی سب سے زیادہ سخت اور سب سے زیادہ عام بیان کیجاتی ہے جس کا دائرہ کل رومی سلطنت میں پھیلا ہؤا بیان کیا جاتا ہے مگر کل مسیحی جو اس آخری کارروائی کا شکار ہوئے اُن کی تعداد دو ہزار کے اندر اندر تھی حالانکہ یہ فرمان کل رومی سلطنت پر حاوی تھا۔ اس قدر وسیع سلطنت میں صرف دو ہزار آدمیوں کا شکار ہونا یہ ظاہر [illegible]تا ہے کہ ان شاہی احکام کی غرض یہ ہرگز نہ تھی کہ مسیحی مذہب کو جڑھ سے ہی اُکھیڑ دیا جاوے

اور مسیحی مورخ خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رومی سلطنت کے لوگ اپنے مسیحی دوستوں اور اقرباء کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور اُن کی جان کی حفاظت کرتے تھے۔ اب رومی سلطنت کے غیر مسیحی لوگوں کی اس ہمدردی کا مقابلہ اُس بے رحمی اور جنون کے ساتھ کرو جو اس کے بعد مسیحیوں کی طرف سے ظاہر ہوا جو انکوئیزیشن (مذہبی تفتیش ملحدوں کو قتل کرنے کے لیئے) کے دنوں میں اپنے نہایت ہی قریبی رشتہ داروں کو بھی پکڑوا دیا کرتے تھے ؛

علاوہ اس کے یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بسا اوقات خود مسیحی صاحبان رومی سلطنت کے دنوں میں ایسی کارروائیاں کرتے تھے کہ رومی مجبور ہوتے تھے کہ اُن کو پکڑ کر سزا دیں۔ مثلاً وہ رومیوں کے عبادت خانوں کی جان بوجھکر بے حرمتی کرتے تھے اور رومیوں کی نفیس یادگاروں کو خراب کرتے تھے اور اُن کی غرض ایسا کرنے سے یہ تھی کہ اس طرح رومی غیظ میں آکر ہمیں قتل کرینگے اور ہم شہادت کا مرتبہ حاصل کرینگے۔ جس زمانہ میں سپین میں اسلامی سلطنت کا دور دورہ تھا اور مسلمانوں کی طرف سے مسیحیوں کو پوری آزادی حاصل تھی اُس زمانہ میں بھی کئی مسیحی شہادت کے طالب مسلمان قاضیوں کے دربار میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا گالیاں دیتے تھے تا کسی طرح اُن کے عادل حکام کا غضب بھڑکے اور وہ اُن کو شہادت کا پیالہ پلاکر اُنکے زعم میں اُن کو بہشت میں پہنچادیں۔ یا اُن کی شہادت کو دیکھکر اُنکے ہم مذہب مسیحیوں کا جوش مسلمانوں کے برخلاف بھڑکے کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ مسلمانوں کا انصاف اور رحم مسیحی رعایا کے دلوں کو فتح کر رہا ہے اور وہ اسلامی حکومت پر بہت خوش ہیں مگر متعصب عیسائی اس امر کی برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ مسیحی رعایا اس طرح اسلامی سلطنت پر خوش ہوجاوے اس لیئے وہ عام لوگوں کو اسلامی سلطنت کا مخالف بنانے کے لیئے مسلمان قاضیوں کے غصہ کو طرح طرح کے حیلوں سے بھڑکاتے تھے تا وہ اُن کو قتل کریں اور اُن کے قتل کو دیکھکر مسیحی رعایا اسلامی حکومت سے برگشتہ ہوجاوے۔ یہ ایسی کارروائیاں ہیں جو صرف مسیحیوں کے ساتھ

خصوصیت رکھتی ہیں دنیا میں کسی اور قوم کے اندر ایسی مثال تلاش کرنا ایک محال امر ہے ان کارروائیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مسیحی بزرگوں میں تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہُوا تھا اور نفرت اور کینہ اور حسد کی آگ اُن کے تنگ سینوں میں بہت تیزی سے بھڑک رہی تھی۔ ناظرین خود فیصلہ کریں کہ کیا ایسی کارروائیاں یہ ثابت نہیں کرتیں کہ اُن کا بُغض اور اُن کا تعصب ایسے حد سے نکلے ہوئے تھے کہ انکی نظیر کسی اور مذہب و ملت میں نہیں ملتی ؛

مسیحیوں کا یہ خیال کہ رومی سلطنت کے لوگ مسیحی حکومت قائم ہونے سے پہلے طرح طرح کی بدکاریوں اور برائیوں کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے تھے تاریخی محققوں کے نزدیک بالکل ناقابل پذیرائی ہے اور کل مستند مورخ اس خیال کی تردید کرتے ہیں۔ دراصل مسیحیوں کی غرض اس سے یہ ثابت کرنا ہے کہ تمام اخلاق کی بنا مسیحی مذہب نے ڈالی ہے اور یہ کہ یورپ نے جو ترقی کی ہے وہ سب مسیحی مذہب کی بدولت ہے۔ مسیحیوں کے اس خیال کی تردید میں ڈاکٹر ایمل ریک لکھتا ہے :۔

”رومیوں کی (جن کو ایسا بدکار بیان کیا جاتا ہے) نہایت رحمدلی اور ہمدردی مخلوق کی مثالیں جمع کرنا ایک بڑا ہی آسان کام ہے۔ مثال کے طور پر اُن خیرات خانوں کو ہی دیکھو جو رومی قیصروں یعنی نروا۔ ٹرے جن اور ہیڈری ان نے جاری کر رکھے تھے اور جن میں تمام وسیع سلطنت کے یتیم اور کس مپرس چھوٹے بچے رکھے جاتے تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے شریف رومیوں کی مثالیں اس کثرت سے ملتی ہیں کہ اُن کا شمار کرنا دشوار ہے۔ روما کو گلا سڑا ہُوا اور گندا بیان کیا جاتا ہے مگر وہاں انصاف نہایت کامل طریق سے برتا جاتا تھا۔ ججوں یا شاہی مجلس کی بے انصافی کی کوئی شکایت ہم نہیں پاتے۔ مضبوط قوانین کے ذریعہ اہل ملک کی آزادی بلکہ بردوں کی ذات اور جان کی حفاظت کیجاتی تھی۔ ٹکس بہت ہلکے تھے اور بہت کم لگائے جاتے تھے۔ علی العموم رومی سٹوئک فرقہ کے فلاسفروں کے پاکیزہ مسائل کے معتقد تھے۔ (سٹوئک فرقہ کا بانی ایک فلاسفر زینو نامی تھا جو مسیح سے ۳۰۰ سال پہلے گذرا ہے۔ اُس کی تعلیم میں ایک

اصل یہ تھا کہ انسان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ خوشی یا غم سے مؤثر نہ ہو اور قسمت پر راضی رہے اور مصیبت کے وقت میں کسی قسم کی شکایت نہ کرے اور جو کچھ اُس پر واقع ہو اُس کو قبول کرے اور صرف نیکی کو سب سے اعلیٰ بات سمجھے) ان رومیوں نے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عیش وعشرت اور غفلت کی زندگی میں غرق رہتے تھے۔ پہلی تین مسیحی صدیوں میں فرانس۔ برطانیہ۔ جرمنی۔ آسٹریا وغیرہ میں ہزارہا آباد شہروں کی بنیاد ڈالی۔ اور تمام یورپ۔ ایشیائے کوچک۔ اور افریقہ میں تازہ پانی کے لیئے کئی نہریں۔ بے شمار بند اور ہزارہا سڑکیں بنائیں۔ یہ (بقول مسیحیان) گندے رومی ہر ایک شخص کی حفاظت کرتے تھے اور کسی کو بہ سبب اختلاف رائے ایذا نہیں دیتے تھے۔ وہ علم ادب اور سائنس کو ترقی دیتے تھے۔ اور نہایت ہی عظیم الشان مصنفوں۔ فلاسفروں۔ سائنس دانوں کی ایک بھاری جماعت جو دنیا میں ایک بے نظیر شہرت رکھتے ہیں انہی رومیوں کے با امن عہد حکومت میں گذری ہے۔ تجارت کی حفاظت کیجاتی تھی اور ایک طرف ملک چین تک اور دوسری طرف سویڈن کی خلیجوں تک تجارتی تعلقات کی توسیع کی گئی۔ تمام وسیع سلطنت میں ڈاک کا بھی نہایت ہی قابل تعریف انتظام تھا۔ لنڈن میں بیٹھکر ایک انسان اسکندریہ (مصر) کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھ سکتا تھا۔ اور عام انسانوں کے لیئے خط وکتابت کا پورا سامان موجود تھا۔ وہ بے شمار قومیں جو رومی سلطنت کے ماتحت تھیں ایسی خوشی سے زندگی بسر کرتی تھیں کہ انہوں نے کبھی نہیں یا شاذونادر ہی ایسی نرم اور فیض رسان حکومت کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا اکھڑا کرنیکا خیال کیا۔ یہ ہے حقیقی تصویر رومی سلطنت کی (جسکو ایسا گندا بیان کیا جاتا ہے تا ثابت ہو کہ دنیا میں تہذیب کا پودا صرف مسیحیت کے ہاتھ سے لگایا گیا ہے اور کہ مسیحیت کے ظہور سے پہلے یورپ کی دنیا تہذیب اور شائستگی اور اعلیٰ اخلاق سے بے بہرہ تھی) ہم سنا کرتے تھے اور اب بھی مسیحیوں کو یہ کہتے ہوئے سُنتے ہیں کہ مسیحیت ہی نے عورت کے پایہ کو بلند کیا ہے۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ مسیحی سلطنتوں میں عورت کو

وہ درجہ حاصل نہیں ہے جو مسیحیت سے قبل رومی سلطنت میں عورت کو حاصل تھا۔ اور کئی صدیوں تک مسیحیت کی حکومت کے نیچے عورت کی حیثیت گاتھ کی وحشی قوم کے زمانہ سے بھی زیادہ گری ہوئی رہی ؛

اس بات کے ثابت کرنے کے بعد کہ مسیحیت کی آمد سے پہلے رومی ایسے گندے اور بُرے نہیں تھے جیسا کہ مسیحی صاحبان اُن کو اپنے مذہب کی بڑائی اور اُس کا پاک اثر ثابت کرنے کے لیئے ظاہر کرتے ہیں۔ اب میں اس امر کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ یورپ میں مسیحی مذہب کس طرح پھیلا۔ یہ نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ جس مذہب کو آج صلح اور آشتی کا مذہب بیان کیا جاتا ہے جب اُس کی تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ یورپ میں یہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلایا گیا جب مسیحی بادشاہوں نے یورپ کی غیر مسیحی قوموں پر تلوار اور کلہاڑی چلا کر مسیحیت کا مذہب قبول کرنے پر اُن کو مجبور کیا تو ایسا کرنے میں اُن کی غرض صرف ملکی نہیں تھی بلکہ خود کلیسیا کے اشارے اور چرچ کے قانون کی اجازت سے انہوں نے ایسا کیا اس میں شک نہیں کہ کلیسیا کے افسروں نے اپنے مذہب کو پھیلانے کی زیادہ تر اس غرض سے کوشش کی کہ آمد بڑھے۔ اگرچہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی درویش نے کسی تنہا جگہ میں اپنا ڈیرہ جمایا اور اُس کی درویشانہ زندگی سے متاثر ہو کر بعض لوگ اُس کے معتقد ہو گئے اور مسیحی مذہب قبول کر لیا مگر عام طریقہ ترقی کے ابتدائی زمانہ میں یہ رہا ہے کہ سب سے پہلے کسی علاقہ کے حاکم یا بادشاہ کی طرف توجہ کی گئی اور چونکہ رومی قیصر مسیحی مذہب اختیار کر چکا تھا اس لیئے ایسے حاکم اپنے دنیوی فوائد کو مدِ نظر رکھکر یعنی رومی سلطنت کی حمایت حاصل کرنے کے لیئے مسیحی مذہب اختیار کر لیتے تھے۔ تا کہ اس طرح اُن کی طاقت بڑھ جاوے اور اُن کے ملک کے حدود زیادہ وسیع ہو سکیں۔ جب بادشاہ یا حاکم مسیحی دین اختیار کرتا تو وہ اپنی رعایا کے نام حکم جاری کرتا کہ فلاں دن تمام رعایا بپتسمہ حاصل کرے۔ اُن دنوں میں یہ ایک قاعدہ تھا [illegible] بادشاہ کا ہو وہی دین رعایا کو بھی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اس قاعدہ کی بنا

مسیحی مذہب نے ہی ڈالی تھی اور مسیحی مذہب نے ہی اس قاعدہ کو کئی سو سال تک جاری رکھا - دیکھو پرانے رومیوں کے انصاف اور مذہبی آزادی کے قانون اور مسیحیوں کے اس رویہ میں کس قدر تفاوت تھا - (پھر بھی مسیحی صاحبان کہتے ہیں کہ رومی بگڑے ہوئے تھے اور مسیحیت نے آکر اُن کو سنوارا اور ہر ایک امر میں ایک پاک تبدیلی پیدا کی - کیا مسیحی بادشاہوں کے یہ اعلان اُس مذہبی آزادی سے بہتر تھے یا بدتر جو مسیحیت کی آمد سے پہلے رومیوں نے اپنی رعایا کو دے رکھی تھی - تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ بادشاہوں کے حکم پر کل ملک کی رعایا مسیحی مذہب اختیار کرتی تھی - اسی طریق سے ۲۵ - دسمبر ۵۹۷ء کو دس ہزار اینگلی (انگریزوں کے بزرگوں) نے مقام کینٹ میں بپتسمہ لیا - اس واقعہ کے متعلق ایک مورخ لکھتا ہے :-

"یہ ایک ایسی کارروائی تھی جس سے بپتسمہ کی حقیقت بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور بپتسمہ قبول کرنے والے چارپایوں کے برابر ٹھہرتے ہیں" ہسپانیہ اور گال (فرانس) میں گروہ کے گروہ جبر سے مسیحی مذہب میں داخل کئے جاتے تھے - اسمیں شک نہیں کہ پہلے پہل لوگ پھر اپنے پرانے مذہب میں رجوع کر لیتے تھے - مگر آہستہ آہستہ لوگوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا اور کیوں نہ چھوڑتے جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ بادشاہ کی شمشیر پادری کی مدد کرنے کے لیئے ہر وقت تیار رہے :-

جب تک مسیحیوں میں ملکی طاقت پیدا نہ ہوئی اُس وقت تک تو وہ چپ رہے اور اُن کی اندرونی حالت مخفی رہی مگر جونہی قیصران روما کے عہد میں اُن کو طاقت حاصل ہوئی اور اُن کو قدرت مل گئی تو فوراً انہوں نے اپنے ہاتھ دکھلانے شروع کیئے اور دکھلا دیا کہ اگر انہوں نے اس سے پہلے خاکساری یا مسکینی کی زندگی بسر کی تھی اور جبر سے کام نہیں لیا تھا تو وہ صرف اس لیئے تھا کہ اُن کے ہاتھ میں جبر کرنے کی طاقت نہ تھی اور جونہی یہ طاقت مل گئی اُن کی مخفی حالت ظاہر ہو گئی - سچ ہے امتحان کے وقت ہی ہر ایک خوبی یا بدی ظاہر ہوتی ہے - جب طاقت مل گئی تو انہوں نے لوگوں کو درندوں کی طرح چیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ایسے ایسے ظلم ڈھائے کہ الامان - تاریخ کے صفحہ پر بے رحمی اور

خونخواری کی کوئی اور ایسی مثال نہ ملے گی۔ طاقت حاصل کرتے ہی مسیحیوں نے ایسی بے رحمی۔ تندی اور بُغض کے ساتھ غیر مسیحیوں کا تعاقب شروع کیا کہ غیر مسیحی قومیں اُنسے کبھی ایسی بے رحمی سے پیش نہیں آئی تھیں ۔

قسطنطین نے (جو پہلا قیصر تھا جس نے مسیحی دین قبول کیا اور جس نے ناحق خون بہا کر اپنے ہاتھوں کو خون آلودہ کیا) ایک فرمان جاری کیا جس کے رو سے ایسی تمام لوگوں کو جو اُس کے خیال میں ملحد تھے اس بات سے روکا گیا کہ وہ کسی جگہ پر جمع ہوں اُن کا مال اُن سے ضبط کر لیا گیا اور اُس مال کو کلیسیا کی آمد میں داخل کر دیا گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس فرمان کے ابتداء میں (جو دیباچہ ہے وہ سراسر غضب اور نفرت سے لبریز ہے (ملاحظہ ہو گبن باب ۲۱) قسطنطین کے فرمان کے بعد جو فرمان تھیوڈوسی اس نے جاری کیئے اُن سے تو غیر مسیحی قوموں کی رہی سہی عمارت بالکل مسمار ہو گئی اور پھر یورپ میں وہ زمانہ شروع ہو گیا جو تاریخ میں ڈارک ایجز یعنی ایام ظلمت کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ نام اُس زمانہ کے لیئے جو مسیحیت کے شائع ہونے کے بعد یورپ میں شروع ہؤا نہایت ہی موزون ہے۔ مشہور مورخ جے میکبی اُس زمانہ کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچتا ہے :۔

"یورپ کی تصویر نویں اور دسویں صدیوں میں نہایت ہی قابل نفرت ہے یہ مسیحی یورپ کا ایسا زمانہ تھا جس کو سیسے کے زمانہ کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ وہ آباد مدرسے۔ وہ چوڑی سڑکیں۔ وہ امن اور وہ ہنر کے خوبصورت خزانے جو مسیحیت کی آمد سے پہلے یورپ میں موجود تھے وہ اب بالکل نابود ہو چکے تھے۔ ظالم خونیوں کی جماعتیں تمام یورپ میں ایک جال کی طرح پھیلی ہوئی تھیں اور وبا اور قحط بڑے زور سے ملک میں نمودار تھے اور اُن کے روکنے کے لیئے کوئی تدبیر نہیں کیجاتی تھی۔ شہروں میں بدمزاج اور ناشائستہ لوگ میلے کچیلے جھونپڑوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح اکٹھے رہتے تھے۔ کوچوں میں کوئی فرش نہ تھا اور نہ کوئی روشنی کا انتظام تھا اور وہ بہت میلی حالت میں رہتے تھے۔ ہاں وہ زمانہ وبا کے کیڑوں۔ لٹیروں اور وہم پرستی کے لیئے

ایک سنہری زمانہ تھا۔"

آج مسیحیت ہر ایک ترقی کو اپنی طرف منسوب کرتی ہے اور مغربی قوموں کے مادی عروج کو مسیحیت کا شیریں پھل بیان کرتی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب مسیحیت نے پہلے پہل یورپ میں اپنا قدم جمایا اور عنان حکومت غیر مسیحی قوموں سے لے کر اپنے ہاتھ میں لی تو کیوں اُسوقت یورپ میں ایک تاریکی اور ظلمت کا زمانہ شروع ہو گیا اور غیر مسیحی رومیوں کے زمانہ میں جو ملک میں امن اور آسائش اور آزادی اور شائستگی اور تہذیب تھی وہ سب کی سب نابود ہو گئی اور ہر ایک قسم کی خرابی مسیحی ممالک میں زور شور سے جاری ہو گئی؛

ہاں یورپ میں ایک گوشہ ایسا بھی تھا جہاں بجائے ظلمت کے روشنی تھی اور بجائے جہالت کے علم تھا اور بجائے وہم پرستی اور تعصب کے مذہبی آزادی اور خدا پرستی کا دور دورہ تھا اور بجائے بدامنی اور بدنظمی کے امن اور آسائش تھی اور بجائے وحشت کے شائستگی اور تہذیب تھی۔ وہ سپین کا ملک تھا جہاں اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ وہاں حفظ صحت کے قواعد کی پابندی تھی وہاں صفائی اور پاکیزگی کا راج تھا۔ علم کا چرچا تھا۔ حکمت و فلسفہ کا دور دورہ تھا۔ تجارت اور درس و تدریس عروج پر تھے۔ اور چونکہ لوگ امن کی زندگی بسر کرتے تھے اس لیئے شعر و سخن کا بازار بھی گرم تھا اور علم و ہنر کی تحصیل و ترقی میں لوگ شب و روز مصروف تھے۔ مسلمان یورپ کو تعلیم دے رہے تھے اور یورپ میں علم اور روشنی اور آزادی کے پھیلنے کے لیئے راستہ صاف کر رہے تھے۔ اور اسی طرح وہ ظلمت جو مسیحیت کے بعد یورپ میں پھیل گئی تھی اب مسلمانوں کی آمد کی برکت سے دور ہونی شروع ہو گئی چنانچہ رومن کیتھولک مذہب کے برخلاف جو ہل چل شروع ہو گئی اور پروٹسٹنٹ مذہب جاری ہُوا جس میں رومن کیتھولک کے بہت سے گندے عقائد اور اعمال کو ترک کر دیا گیا یہ مذہبی انقلاب بھی اسلام کی ہی بدولت پیدا ہُوا؛

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ غیر مسیحی سلطنت کے ماتحت جو کچھ تکلیف مسیحیوں کو پہنچی وہ ایسی سخت نہ تھی جیسی کہ مسیحی صاحبان بیان کیا کرتے ہیں اور یہ کہ جو تکلیف

مسیحیوں کو پہنچی اُس کے محرک بھی وہ ایک حد تک خود ہی تھے۔ اس سلطنت میں اور بھی مذہب تھے جو چپ چاپ امن کی زندگی بسر کرتے تھے اور اُن کی اشاعت بھی جاری رہتی تھی جیسا کہ متھرا ازم کل رومی سلطنت میں پھیل گیا۔ اگر مسیحی لوگ بھی دوسرے مذاہب کے پیروؤں کی طرح اپنی طرز پر اپنے خداوند کی پرستش میں مصروف رہتے تو وہ نسبتاً امن کی زندگی بسر کرتے۔ لیکن مسیحی لوگ تمام دوسرے مذاہب کا نام بت پرستی رکھتے تھے۔ اور چونکہ وہ دوسروں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیئے وہ نہایت دل دُکھانے والے طریق کے ساتھ دوسرے مذاہب پر حملہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُن کے مخالفین کے جوش بھڑکے اور عام لوگ اُن کے مخالف ہوگئے اور آخر ریاست کو بھی مخالفانہ پہلو اختیار کرنا پڑا۔ ٹرٹولین کے زمانہ میں مغربی ممالک میں مسیحیوں کو "دیوتوں۔ قیصروں۔ قانون۔ اخلاق اور تمام قانون قدرت کا دشمن" بیان کیا جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ اس بیان میں بہت مبالغہ سے کام لیا گیا ہو مگر اس میں شک نہیں کہ جو کچھ غیر مسیحی کتب میں مسیحیوں کے اخلاق کے متعلق لکھا ہے اُس میں بہت کچھ سچ بھی ہے۔ جب قسطنطین نے لسی نس کا گلا گھونٹ کر اُس کو قتل کر دیا۔ اپنے بیٹے کرس پس اپنے بھتیجے اور اُس کی بی بی فوسٹا کو مار ڈالا تو مسیحی بزرگوں میں سے ایک شخص نے بھی اس خونریزی کے برخلاف آواز نہ اُٹھائی نہ قسطنطین کو کسی پادری نے ملامت کی اور نہ اُس کی اس کارروائی پر کسی نے نفرت کا اظہار کیا۔ دہی حال آجکل ہے۔ ہزاروں عورتوں بچوں بڈھوں اور جوانوں کو اٹلی کے سپاہیوں نے بے رحمی سے بلا گناہ قتل کیا اور چار روز متواتر قتل عام جاری رکھا مگر کلیسیا کی طرف سے کسی نے اٹلی کو اس ظالمانہ کارروائی پر ملامت نہیں کی اور کسی گرجے میں سے یہ آواز نہیں اُٹھی کہ اٹلی والوں نے ظلم سے کام لیا ہے ایسا ہی اٹلی نے بلا وجہ ایک پڑوسی کے ملک پر حملہ کیا مگر کسی پادری نے یہ شور نہیں مچایا کہ اٹلی والوں نے تعدّی کی راہ اختیار کی ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ کہا جاتا ہے کہ

طرابلس کے ساحل پر تہذیب اور صلیب کا جھنڈا یسوع مسیح کے نام پر گاڑا گیا ہے
ایڈیٹر) اسی طرح جب قسطنطین نے عمدًا اپنے باپ کے دو باقی ماندہ بھائیوں اور اُن کے تمام بیٹوں کو سوائے گیلس اور جولی ان کے قتل کیا تو کسی بزرگ پادری نے اُس کو ملامت نہ کی۔ اگر ایسا بادشاہ غیر مسیحی رومیوں کے عہد میں ہوتا تو لوگ اور اُنکے مذہبی لیڈر ایسے بادشاہ کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیتے اور اُن کے مُلّا ایسے شخص کے لیئے رسم مغفرت ادا کرنے سے انکار کرتے۔ مگر مسیحی بزرگوں کا یہ حال نہ تھا۔ اُن کی کانشنس مختلف قسم کی تھی۔ خونی بادشاہوں کی رسم مغفرت ادا کرنے میں وہ کوئی دِقت نہیں دیکھتے تھے اور نہ اخلاقی طور پہ اُن کا دل اُنکو کچھ ملامت کرتا تھا۔ کیونکہ ان قاتل بادشاہوں کے وجود اور اُن کی کارروائیوں سے اُن کے مذہب کو تقویت پہنچتی تھی اور اُن کے کلیسیا کو ایسے بادشاہوں کی طفیل سے ایک شاہی مذہب ہونے کی عزّت حاصل ہوگئی تھی۔ ہر ایک ظلم پر مسیحی صاحبان خاموش رہتے تھے کیونکہ ان مظالم کا ارتکاب کرنے والے وہ شخص تھے جو اُن کے مسلمہ لیڈر تھے اور جنہوں نے اُن کے مذہب کو سلطنت کا مذہب بنا دیا تھا۔ اب مسیحیت کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ اور اب اس نے خود ظلم و تعدی کا طریق اختیار کر لیا تھا۔ جب کبھی ایک بشپ کے انتخاب کا وقت آتا تو اُس وقت نہایت ہی خطرناک نظارے دیکھنے میں آتے تھے۔ کلیسیا میں وہ لوگ ترقی کر سکتے تھے جن کے اختیار میں بہت سے خونی لوگ ہوتے تھے۔ اور جو انتخاب کے موقعہ پر آوارہ لوگوں کی تلواروں کی امداد حاصل کر سکتے تھے۔

رابرٹسن اپنی کتاب موسومہ ہسٹری آف کرسچینٹی میں بیان کرتا ہے:۔

"جولین ہمیں بتلاتا ہے کہ کس طرح اُن لوگوں کی جماعتوں کی جماعتیں جن کو ملحد کے نام سے پکارا جاتا تھا نہ تیغ کی جاتی تھیں۔ خصوصًا سائی ذی کس اور ساموساٹا کے شہروں میں۔ اور پیف لاگونیا۔ بتھی نیا۔ گیلیشیا اور بہت سے اور صوبجات میں شہروں کے شہر اور گاؤں کے گاؤں بالکل نابود کر دیئے گئے۔ ۳۴۲ء میں شہر قسطنطنیہ میں ایک ہی قتل میں ۳ ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے اور یہ تعداد

ان مسیحیوں کی تعداد سے زیادہ تھی جو غیر مسیحی حکومت کے نیچے آخری دہ سالہ تعدی کے زمانہ میں قتل ہوئے تھے۔ شہر کی آبادی کئی گروہوں میں تقسیم ہوگئی تھی اور وہ خود گرجوں کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ آرمینیا کے مسیحی بادشاہ ٹری ڈے ٹیز نے آگ اور تلوار کے ذریعہ سے مسیحیت کو پھیلایا۔"

ویلنس اور ویلنٹینین کے عہد میں مسیحیت نے دوبارہ فروغ پکڑا۔ مگر غیر مسیحی زمانہ کی آزادی۔ سقراط کی ہمدردی مخلوق کی تعلیم۔ فائیلو اور افلاطون اور اُن کے ہمعصروں کا فلسفہ۔ زینو اور سٹوئکس کی اخلاقی تعلیم ان سب چیزوں کا نام نشان مٹ گیا۔ سلطنت ایک اکھاڑے کی طرح ہوگئی جس میں جذبات کو بہت ظاہر کیا گیا اس کی مثال اب تک دنیا میں نہیں پائی گئی اور خدا کرے کہ ایسی آفت پھر نسل انسان پر واقع نہ ہو۔ جب ڈے مے سس اور اُرسی نس کے درمیان روما کے عہدۂ بشپی کے لیئے مقابلہ شروع ہُوا تو ڈے مے سس نے اپنے مطلب کو حاصل کرنے کے لیئے شمشیر زنوں کو روپیہ دیکر اپنی مدد کے لیئے بلا لیا اور اُس موقعہ پر گرجا میں ۱۳۷ آدمیوں کی لاشیں شمار کی گئیں۔ شمالی افریقہ میں عام مسیحیوں اور ایک خاص فرقہ ڈوناٹسٹ نامی کے درمیان ایک نہایت وحشیانہ طرز کی لڑائی عرصہ تک جاری رہی جس میں پرلے درجہ کی بے رحمی اور درندگی کو برتا گیا۔ مشرق یعنی ایشیا میں اے رین فرقہ کے مسیحیوں اور اے تھے نے سی ان فرقہ کے عیسائیوں میں لڑائی جاری رہی یہانتک کہ ایک بیرونی آدمی یہ خیال کرتا ہوگا کہ کل مسیحی دنیا دیوانہ ہوگئی ہے۔"

تھیوڈوسی اس اوّل نے غیر مسیحیوں کے برخلاف نہایت ظالمانہ فرمان جاری کیئے اور اگر وہ فرمان پورے زور کے ساتھ جاری نہیں کیئے گئے تو اسکی وجہ بردباری یا رحم دلی نہ تھی بلکہ ملکی مصلحت۔ یہ شخص ایسا ظالم تھا کہ جب اُس کا ایک گورنر تھے سالونیکا میں ایک آوارہ گروہ کے ہاتھ سے غضب کی حالت میں قتل ہوگیا تو اُس نے ایک ایسا قتل عام تجویز کیا جس میں ۷ ہزار سے ۱۵ ہزار تک

مرد۔ عورتیں۔ بچے ہلاک ہوئے۔ جو شخص ایسا خونریز تھا وہ غیر مسیحیوں کے برخلاف اپنے ظالمانہ فرمانوں کو پورے طور پر جاری کرنے کی قابلیت رکھتا تھا اگر ایسا کرنا اُس کے لیئے مفید مطلب ہوتا ؛

تھیوڈوسی اس دوم کا عہد حکومت تھیوڈوسی اس اول کے عہد سے کوئی اچھا نہ تھا۔ مصر میں بشپ سائرل یہودیوں کا دشمن ہوگیا اور اسکندریہ کے لوگوں میں جو زیادہ جوشیلے مسیحی تھے اُنہوں نے آوارہ لوگوں کے ساتھ ملکر مسیحی درویشوں کے زیر کمان یہودیوں کے محلہ کو خوب لوٹا اور یہودیوں کو شہر سے نکال دیا۔ وہاں کے حاکم نے اس فساد کو دبانا چاہا مگر اُس کی فوج جوشیلے مسیحیوں کے مقابل میں کچھ نہ کر سکی۔ اُس کی کوشش کا صرف یہی نتیجہ ہوا کہ پادری صاحبان اُس کو نفرت اور عداوت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ؛

جب مسیحی صاحبان یہودیوں کا فیصلہ کر چکے تو اُنہوں نے اپنے غضب کی عنان دوسرے غیر مسیحی لوگوں کی طرف پھیر دی۔ نیم دیوانہ درویشوں کی ایک جماعت نے مشہور ریاضی دان تھیون کی لڑکی ہائی پے شیا پر حملہ کیا۔ اور اُن کے ساتھ ایک چلّانے والے۔ اور نعرہ مارنے والے مسیحیوں کا انبوہ تھا۔ اُس عورت کو سی زاری ام کے گرجے میں گھسیٹ کر لے گئے۔ اُسکی چھاتی اور بازوؤں اور ٹانگوں پر سے کپڑے پھاڑ کر اُتار لیئے۔ اور گرزوں سے اُس کا سر کوٹ کوٹ کر اُس کا بھیجا نکال دیا۔ اُس کے بازوؤں اور ٹانگوں کو اُسکے بدن سے پھاڑ کر الگ کر دیا جس طرح کہ قصاب بکری اور بھیڑ کی ٹانگوں کو زور سے الگ کرتا ہے۔ اُس کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سیپیوں کے ذریعہ اُس کی ہڈیوں سے اُس کا گوشت کاٹ کاٹ کر آگ میں ڈالا گیا یہ ایک ایسی انسانی سوختنی قربانی تھی جو مسیحیوں نے اپنے خداوند کے حضور میں اُسکی رضا کے لیئے ادا کی ؛

جب وہ قومیں جن کو باربیرین (وحشی) کہا جاتا ہے یورپ میں داخل ہوئیں

اور اس سلطنت کا مذہب اختیار کر لیا جس کو انہوں نے مغلوب کیا تھا تو اُس وقت بھی کوئی اچھی حالت نہ تھی۔ وہ بھی جلدی پادریوں کے قابو میں آ گئے اور جو شرافت انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں لی تھی مثلاً عورتوں کی عصمت کا پاس وہ سب مسیحی ممالک کی اخلاقی ابتری میں پڑ کر کھو دی۔

الارک نے یونان میں ایلیوسی فین مسٹریز کو توڑ دیا اور مسیحی قوم وینڈل کی تلوار نے مے نی کین فرقہ کا نہایت بے رحمی اور تندی کے ساتھ تعاقب کیا۔

قوم فرینک کو جو ملک گال (فرانس) میں آباد تھی اور اُن کی مددگار قوموں کو صرف اُن کے بادشاہ کلووِس کے حکم سے مسیحیت میں داخل کیا گیا۔ مذہبی آزادی اور کانشنس مفقود تھیں۔ اور عقل مردہ تھی۔ لوگوں کو بپتسمہ پانے کے لیئے اس طرح ہانک کر لیجاتے تھے جس طرح چارپائیوں کو مذبح کی طرف دھکیل کر لیجاتے ہیں۔ سخت ابتری کا زمانہ شروع ہو گیا اور یورپ ایام ظلمت کے گہرے گڑھے میں ڈوب گیا۔

اگرچہ اب پُرانے رومی سلطنت کے مذہب نابود ہوتے جاتے تھے مگر مسیحیت نے ایسا نہیں کیا کہ پُرانے مذاہب کو بالکل ہٹا دے بلکہ اُس نے ان مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ پُرانے رومی تہواروں کو اختیار کیا گیا۔ پُرانے بہادر مسیحی اولیاء اللہ اور شہداء کی فہرست میں داخل ہو گئے۔ پُرانے فال بینوں کا منحنی عصا جس کو اُن کی زبان میں لِٹواس کہتے تھے اب مسیحی بشپ کا عصا بن گیا جس کو کروزی ار کہتے ہیں اور جس کا سرا لِٹواس کی طرح منحنی بنایا جاتا تھا۔ پُرانے غیر مسیحی پروہتوں کی ٹوپیاں اور تاج بھی کلیسیا کے مقدس عہدہ داروں نے اختیار کر لیئے اور اُن کے مذہبی موکب بھی جہانتک ممکن تھا مصر اور مشرق کے بڑے بڑے شاندار مذاہب کے مواکب کے مشابہ بنائے گئے۔ (ان واقعات کی تصدیق کے لیئے ملاحظہ ہو ہسٹری آف کرسچینٹی) خود پوپ بھی متھرا کے بڑے پروہت کا جانشین تھا اور کوہ ویٹیکن پر سورج دیوتا کے لباس میں آراستہ ہو کر اور زبردست متھرا کے تمام خاص نشانات کو ہاتھ میں

پکڑے ہوئے متھرائی مسند پر جلوہ گزین ہوتا تھا (متھرا ایرانیوں کے سورج دیوتا کا نام ہے۔ یہ مذہب رومی سلطنت میں پھیل گیا تھا اور اس کی بہت سی رسوم کو مسیحی مذہب میں اختیار کر لیا گیا تھا)

وسطی زمانہ میں جو قوم بغیر خونریزی یا اکراہ کے مسیحیت میں داخل کی گئی وہ قریباً ایک ہی ہے یعنی گاتھ قوم۔ یہ قوم زیادہ تر ایک شخص اُولفلا کی کوششوں سے مسیحی مذہب میں داخل ہوئی۔ یہ شخص چوتھی صدی میں گذرا ہے۔ یہ زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا اور اس نے اپنی زندگی مذہب کے پھیلانے میں وقف کر دی تھی۔ اگرچہ کہیں کہیں کوئی شخص اُولفلا کی طرز کا پیدا ہو گیا ہوگا جس نے تارک دنیا ہو کر واعظانہ زندگی اختیار کر لی ہو مگر پادریوں اور مسیحی پروہتوں اور درویشوں میں کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا جس نے عقلی اور علمی تاریکی کو دُور کرنے کے لیئے کچھ کوشش کی ہو جو مسیحی یورپ میں پھیلنی شروع ہو گئی تھی یا اُس وحشت اور خونریزی کے جوش کو ہٹانے کی سعی کی ہو جو (بقول مسیحین) ملحدوں اور کفار کے برخلاف پیدا ہو گیا تھا اگرچہ اُولفلا نے اپنی زندگی وعظ میں گذار دی مگر اخلاقی ترقی کی راہ میں اُس نے کوئی کارروائی کر کے نہیں دکھلائی۔ باوجود اُس کے وعظ کے اب بھی مسیحی لوگ اس قابل تھے کہ یونان کو تاخت و تاراج کریں۔ روما کو لوٹیں۔ اور تخت پر سائی جیرک جیسے شخص کو بٹھا دیں جس نے چھ بچوں کو اس لیئے قتل کروا دیا کہ وہ اُس کے حریف تھے ؛

شارلیمین کے زمانہ میں سیکسٹن قوم کو آگ اور تلوار کے زور سے مسیحی مذہب میں داخل کیا گیا۔ ایک ہی موقعہ پر چار ہزار انسان قربان کیئے گئے۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ اُن کے مسیحی مذہب میں داخل کیا جانے سے پہلے ۳۲ سال تک جنگ جاری رہی تھی تو اس عرصہ میں جس قدر لوگ قتل کیئے گئے تھے اُنکا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ کسقدر انسانوں کا خون بہایا گیا ہوگا۔ مسیحی لوگوں نے بعد میں شارلیمین کی بہت مدح سرائی کی ہے اور اُس کو تہذیب کا پھیلانیوالا قرار دیا ہے

مگر ہمارے نزدیک اُس کے کام کا صحیح اندازہ وہ ہے جو رابرٹسن نے لگایا ہے
وہ کہتا ہے کہ جو کام اُس نے کیا وہ زیادہ تباہی کے متعلق تھا اور جس کام کو تہذیب کا
پیرایہ دیا جاتا ہے وہ بھی دراصل تباہ کرنے کا ہی کام تھا۔

یہی مورخ ایک نوٹ میں لکھتا ہے "کہ جو دینی خیال کی تحریک نویں مسیحی صدی
میں پائی جاتی ہے وہ مسلمانوں کے ساتھ میل جول کرنے کا نتیجہ تھی۔ اُس وقت
اگر شارلیمین کے خونی جنگوں کا وجود نہ ہوتا بلکہ امن ہوتا تو اس میل جول کا نتیجہ اور
بھی زیادہ بابرکت ہوتا" (ملاحظہ ہو کتاب انٹروڈکشن ٹو پالیٹکس۔ صفحہ ۱۸۱
سے ۱۸۳ تک)

جب ہم مسیحیت کی بعد کی توسیع پر نظر کرتے ہیں تو اُس وقت بھی ہم یہی دیکھتے ہیں کہ
مسیحی مذہب کے پھیلانے کا بڑا ذریعہ آگ اور تلوار ہی رہے ہیں۔ قوم سلاو کو
جبراً مسیحیت میں داخل کیا گیا۔ اگر اس جبر سے اس قوم کا کوئی حصہ باہر رہا تو شاید
وہ اس قوم کا وہ حصہ ہو جو اُس وقت روسی رعایا میں شامل تھا۔ انہی ذرائع سے
بوہیمیا کو مسیحی بنایا گیا جبکہ تین نوابوں نے اپنی اپنی رعایا کے مسیحی بنانے میں
کلیسیا کی اپنی تلواروں کے ساتھ مدد کی۔ یہی کیفیت پولینڈ میں گذری وہاں
کے حاکم نے پہلے خود مسیحی مذہب قبول کیا۔ اس کے بعد اپنی رعایا کو مسیحی بنانے کے
لئے پوپ کے احکام کو سختی کے ساتھ جاری کیا۔ ناروے میں بھی یہی ماجرا گذرا۔
اس ملک میں اولف ٹرایگویسن نے تلوار۔ آگ اور کلہاڑی کے ذریعہ وہاں
کے باشندوں کے معبدوں کو تباہ کیا۔ اسی طریق سے وینڈ قوم کو مسیحیت کی
برکات سے بہرہ مند کیا گیا اور اسی ذریعہ سے ملک ہنگری کے باشندے
مسیحیت کی صداقت اور اُس کی خوبیوں اور اُس کی کریمانہ اور رحیمانہ تعلیم پر
ایمان لائے۔ پروفیسر ویمبری شاہ سٹیفن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔
"وہ جہاں وہ (سٹیفن) اپنی حواریانہ ترغیب کے جادو کے ذریعہ غالب نہیں
ہو سکتا تھا وہاں وہ بلا تامل اپنی شاہی تلوار کا بوجھ ترازو کے پلڑے میں ڈالدیتا

تھا جب وہ صداقت کے ہتھیاروں کے ذریعہ جنگ کر رہا ہوتا تھا تو اگر صداقت کی خدمت کے لیئے تشدد کی ضرورت پڑتی وہ اس کے استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اُس نے اپنے رشتہ داروں کے برخلاف بھی تلوار اٹھائی۔ اگرچہ یہ ایک بے رحمی کا کام ہے مگر مذہب کی ضرورت نے اُس کو اس کام پر مجبور کیا"۔

ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ یہ مورخ شاہ سٹیفن کی اس کارروائی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مسیحیوں کا تعصب اس درجہ تک بڑھا ہوا ہے کہ باوجودیکہ اُس نے ایسی بے رحمی سے کام لیا پھر بھی چونکہ اُس کی یہ بے رحمی مذہب کے پھیلانے کے لیئے تھی اس لیئے اُس کو نہ صرف نیک بلکہ ولی سمجھا جاتا ہے۔ جے۔ ایم رابرٹسن لکھتا ہے:۔ "شمالی یورپ میں مسیحیت کی ہفت صد سالہ ترقی کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کام زیادہ تر تلوار کے ذریعہ سے کیا گیا۔ بادشاہ اور ظالم انسان اس خونی اشاعت کے مؤید تھے کیونکہ کلیسیا اُن کے نزدیک رعایا کے ماتحت کرنے کا اچھا ذریعہ تھا۔ عموماً غیر مسیحی قوموں کو نئے مذہب کی سچائی کا کوئی یقین نہیں دلایا جاتا تھا اور اُس کے نئے عقاید کو پیش کر کے لوگوں کو اُن کے قبول کرنے کے لیئے کوئی ترغیب نہیں دی جاتی تھی عام طریق اُن کے مسیحی مذہب میں داخل کرنیکے صرف دو ہی تھے۔ یا تو اُن کے بادشاہ مویشیوں کی طرح اُنکو گرجوں میں ہانک کر لیجاتے تھے یا کئی نسلوں تک اُنکو مار مار کر اور اُن کے خون بہا کر مسیحی مذہب میں اُنہیں داخل کیا جاتا تھا۔ جب یورپ کے پُرانے مذہبوں کو خون کے دریاؤں میں غرق کر دیا گیا اور اُس سے کئی سو سال بعد سپین میں مسلمانوں کی سلطنت زوال پذیر ہوگئی تو اُس وقت بھی مسیحیوں نے سپین کی مسلمان آبادی اور یہودی قوم کو مسیحی مذہب میں داخل کرنے کے لیئے اسی طریق پر عمل کیا اور جو لوگ مسیحیوں کے جبر کے آگے دب جاتے تھے اور اپنا ایمان چھپا لیتے تھے اُن کو بھیڑوں کے ریوڑوں کی طرح

ہانک کر مسیحی مذہب میں داخل کرتی اور بپتسمہ دیتے اور لاکھوں انسانوں کو ملک میں سے صرف اسی سبب سے خارج کر دیا کہ انہوں نے بپتسمہ لینے سے انکار کیا۔ اوّل سے آخر تک جو مصیبت اور خونریزی مسیحی مذہب کے ہاتھ سے واقع ہوئی وہ وہم وگمان سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر اس کے ساتھ اُس کارروائی کو بھی شامل کیا جاوے جو اہل سپین نے کلیسیا کی منظوری کے ساتھ جنوبی امریکہ کے ممالک میں پُرانے مذہبوں کو نابود کرنے کے لیئے کی تو میزان نہایت ہی ہیبت ناک بنجاتی ہے۔ کیونکہ سپین کا ایک کاہن لاس کیسس نامی اندازہ لگاتا ہے کہ جنوبی امریکہ میں اُن لوگوں کی تعداد جنکو مسیحی صاحبان نے قتل کیا ایک کروڑ بیس لاکھ تھی۔ یہ سب خونریزی صرف مسیحی مذہب کے پھیلانے کے لیئے عمل میں لائی گئی اور یہ تعداد اُس خونریزی کے علاوہ ہے جو مسیحی مذہب کے قائم ہونے کے بعد صرف الحاد کے دبانے کے لیئے کی گئی یعنی ایسے لوگوں کی بیخکنی کے لیئے جو مسیحی مذہب رکھتے تھے مگر کلیسیا نے انکو اختلاف رائے کی وجہ سے ملحد قرار دیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ باوجودیکہ مسیحیت نے مذہب کے پھیلانے اور الحاد کے دبانیکے لیئے خون کے دریا بہا دیئے مگر پھر بھی آجکل کے مسیحی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے یعنی یہ مذہب تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا اور جب کبھی وہ اپنے مذہب کا ذکر کرتے ہیں تو یہی سناتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں مسیحیوں کو فلاں موقعہ پر قتل کیا گیا مگر یہ نہیں بتاتے کہ جب اُنکے ہاتھ میں تلوار آگئی اور جب اُن کے بازو میں قوّت اور طاقت پیدا ہوگئی تو انہوں نے بے گناہ انسانوں کو اس کثرت سے قتل کیا اور اس بے رحمی سے اختلاف مذہب کی خاطر لوگوں کا خون بہایا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی خونریزی اور ایسی بے رحمی کسی اور مذہب کے پیروؤں سے کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ اگر اُس تمام خون کو جمع کیا جاوے جو مسیحیوں نے مذہب کی وجہ سے روئے زمین پر بہایا تو وہ ایک ایسا گہرا سمندر بنجائیگا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا جہازوں کا بیڑا اُس میں بخوبی تیر سکے گا۔

(یحییٰ النصر پارکنسن)

ملک ہند میں روحانی فتوحات

اسلام کے مخالف اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اکثر ہندوستان کو بطور مثال کے پیش کیا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کسی جگہ کوئی ایک آدھ ہندو خوف کے مارے اسلام میں داخل ہؤا ہو مگر یہ کہنا کہ ملک ہند میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا یہ ایک نہایت ہی سیاہ جھوٹ ہے۔ اس بات کی شہادت کہ اسلامی بادشاہوں کے عہد میں ہندوستان کے رہنے والوں کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل تھی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ خود دہلی اور آگرہ کے اضلاع میں جو مسلمان بادشاہوں کے پایۂ تخت رہے ہیں اب تک ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں کی نسبت زیادہ ہے چنانچہ سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر اپنی کتاب دی ریلیجنز آف انڈیا میں لکھتا ہے کہ دہلی کے ضلع میں مسلمانوں کی آبادی ۱/۴ حصّہ سے زیادہ نہیں اور آگرہ کے ضلع میں ۱/۱۰ حصّہ سے بھی مسلمانوں کی آبادی کم ہے۔ اگر مسلمان بادشاہ جبر سے کام لیتے تو چاہیئے تھا کہ وہ علاقے جو اُن کی طاقت کا مرکز تھے سب کے سب مسلمان آبادی سے پُر ہوتے اور اُن میں ایک ہندو بھی نظر نہ آتا۔ مسلمان بادشاہوں میں سب سے زیادہ متعصب اورنگ زیب کو بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ وہ بجبر لوگوں کو مذہب اسلام میں داخل کیا کرتا تھا اور یہ کہ اُس نے فلاں قوم یا فلاں شہر یا فلاں فلاں آدمی کو تلوار کے زور سے مذہب اسلام قبول کرنے کے لیئے مجبور کیا۔ برخلاف اس کے اُسکی سلطنت کے فرمان اور احکام ثابت کرتے ہیں کہ اُس کے عہد میں لوگوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ مسٹر آرنلڈ اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے :-

"اورنگ زیب کے فرمانوں کے ایک دلچسپ مجموعہ میں جو ابھی تک مطبوع نہیں ہوئے

ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے ایک ایسے قاعدہ کو قائم کیا ہے جس کو ایک ایسے بادشاہ کے لئے جو غیر مذہب کی رعایا پر حکومت کرتا ہو۔ اعلیٰ درجہ کا دستور العمل کہہ سکتے ہیں۔ اُس کے عہد میں دو پارسی تنخواہ تقسیم کرنے کے کام پر مقرر تھے بعض لوگوں نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ انکو ہٹا کر ان کی جگہ دو مسلمانوں کو رکھا جاوے اور اس درخواست کی تائید میں قرآن شریف کی یہ آیت پیش کی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ ترجمہ:۔ اے مومنو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ سورہ ممتحنہ (ان لوگوں نے آیت کے ایک ٹکڑے کو الگ کر کے غریب پارسیوں پر چسپاں کرنا چاہا مگر یہ نہ دیکھا کہ اسی آیت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو خدا کے دشمن کہا گیا۔ اُن کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ یعنی یہ لوگ رسول کو اور تم کو تمہارے شہر سے نکالتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لاتے ہو۔ پس اسی آیت سے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ خدا کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرے مسلمانوں کو اُن کے وطن سے بغیر کسی قسم کے قصور کے صرف اسی وجہ سے نکالا کہ وہ ایک خدا پر ایمان لائے تھے جو اُنکا رب تھا۔ کیا اُن غریب پارسیوں پر جو بادشاہ کے ملازم تھے یہ امر صادق آتا تھا کیا اُنہوں نے بادشاہ اور اُس کے وزراء کو شہر سے یا ملک سے نکالنے کی کوشش کی تھی اسوجہ سے کہ بادشاہ اور اُس کے وزراء مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ اس سے دوسری آیت میں انہی لوگوں کا حال بیان کرتا ہے کہ وہ کس قسم کے آدمی تھے جن کو خدائے تعالیٰ اور مومنوں کے دشمن کہا گیا ہے اور جن کے ساتھ دوستی کرنے سے روکا گیا ہے۔ خدائے تعالیٰ اسی سورۃ کی) دوسری ہی آیت میں فرماتا ہے۔ اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ

اَعْدَاءً وَّ یَبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ ۝ اگر وہ لوگ تم کو پالیں تو تمہارے دشمن ہوجاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو بدی کے ساتھ تمہاری طرف کھولتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلو۔ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن کو خدائے تعالیٰ اور مومنوں کا دشمن کہا گیا ہے وہ اس قسم کے لوگ تھے کہ اگر کہیں اُن کو مسلمانوں کو اذیت پہنچانے کا موقعہ مل جاتا تو وہ اُنکو نقصان پہنچاتے اور زبان سے بھی ایذاء دیتے۔ اور ان کی غرض دُکھ دینے سے یہ تھی کہ یہ لوگ اپنا مذہب ترک کرکے پھر بُت پرستی کا مذہب اختیار کریں۔ یعنی دکھ دے دیکر اُن کو پھر کافر بنانا چاہتے تھے غریب پارسیوں کے دشمنوں نے ایک آیت کا ٹکڑا دوسرے حصہ سے الگ کرکے تو پیش کرکے اُن پارسیوں کی جگہ دو مسلمانوں کو رکھوانے کی کوشش کی مگر یہ نہ دیکھا کہ اسی سورہ کی آٹھویں آیت میں صاف طور پر لکھا ہے کہ لوگ خواہ کسی مذہب کے پیرو ہوں اگر وہ مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اور مسلمانوں کے برخلاف ہتھیار اُٹھانے میں پیشدستی نہ کریں تو ایسے لوگوں سے نیکی کرنی چاہیئے اور جو ایسے لوگوں سے انصاف کا برتاؤ کرے گا وہ خدائے تعالیٰ کا محبوب ہوجائے گا۔ اگر اُن غریب پارسیوں کے دشمن اسی مختصر سی سورہ کا جس کی پہلی آیت کے ایک ٹکڑے کو پیش کرکے انہوں نے پارسیوں کو علیحدہ کرانے کی ناجائز کوشش کی مطالعہ کرتے تو وہ اس میں یہ آیت لکھی ہوئی پاتے۔ لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ تمھیں ایسے لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے

جنگ نہیں کیا اور نہ تم کو تمھارے گھروں سے نکالا یہ کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُنکے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تم کو ایسے لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے نکالنے میں مدد دی یہ کہ تم اُن کو دوست بناؤ۔ اور جو ایسے لوگوں کو دوست بناتا ہے وہ ظالم ہے۔ ان آیات میں نہایت ہی کھلے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو دوست بنانے کی ممانعت ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایسے لوگ ہیں جنہوں نے تمھارے ساتھ کوئی جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمھارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں سے بے شک تم نیک سلوک کرو اور اُن کے ساتھ اپنے معاملات قائم رکھو اور ایسے معاملات میں اُن سے نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو بلکہ یہ بھی خوشخبری سنائی کہ جو ایسے لوگوں کے ساتھ نیکی اور عدل کا برتاؤ کریگا خدائے تعالیٰ اُس سے پیار کریگا اور فرمایا کہ تمھیں صرف ایسے لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے سے روکا جاتا ہے جو تمھارے ساتھ جنگ کرتے ہیں بلکہ جنہوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نکالدیا ہے۔ اس سے زیادہ واضح اور کیا حکم ہوسکتا ہے خدائے تعالیٰ صاف الفاظ میں بتاتا ہے کہ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ کے حکم سے یہ نہ سمجھو کہ یہ حکم سب غیر مسلموں کے متعلق ہے بلکہ اس سے صرف وہی غیر مسلم لوگ مراد ہیں جو تمھارے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور اُن کی عداوت اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ وہ تم کو تمھارے وطنوں سے بھی نکالتے ہیں اور اُن کی عداوت کی وجہ صرف تمھارا اسلام قبول کرنا ہے اور کوئی نہیں۔ دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ بے شک اچھا سلوک کرو بلکہ جو دوسرے غیر مسلموں سے نیکی اور انصاف کے ساتھ پیش آئے گا خدائے تعالیٰ اُس سے پیار کریگا۔ ایڈیٹر) اورنگ زیب نے اُنکو جواب دیا کہ دُنیوی کاروبار سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں اور اس قسم کے معاملات میں تعصب کو دخل نہیں

دینا چاہیئے"؛ (کاش کہ اورنگ زیب اسی سورۃ کی وہ آیات پارسیوں کے دشمنوں کو سنا کر اُن کو شرمندہ کرتا جن میں لکھا ہے کہ جو غیر مسلم لوگ تمھارے ساتھ جنگ نہ کریں اُن سے نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیئے اور یہ کہ دوست نہ بنانے کا حکم ایسے غیر مسلموں سے تعلق رکھتا ہے جو مسلمانوں کے ساتھ مذہب کی خاطر جنگ کرنے میں پیشدستی کرتے ہیں! ایڈیٹر) اورنگ زیب نے بھی اپنی تائید میں قرآن شریف کی یہ آیت پیش کی لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ؏ یعنی تمھارے لیئے تمھارا دین ہے اور میرے لیئے میرا دین (اس آیت کو اورنگ زیب نے یہ امر ثابت کرنے کے لیئے پیش کیا کہ مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہر ایک شخص کو اختیار ہے جس دین کو چاہے اختیار کرے پارسی اپنے دین پر چلتے ہیں ہم اپنے دین پر چلتے ہیں مذہبی اختلاف کی وجہ سے ہمیں اُن کے ساتھ بے انصافی کا سلوک نہیں کرنا چاہیئے ایڈیٹر) اورنگ زیب نے درخواست کنندہ کو کہا کہ اگر تمھارے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو ہمیں چاہیئے کہ ہندوستان میں جس قدر راجے اور اُن کی ہندو رعایا ہے سب کو تباہ کر دیا جلئے۔ سلطنت کے عہدے قابلیت کو مدِ نظر رکھکر دینے چاہیئے۔ نہ کسی اور لحاظ سے"؛ ملاحظہ ہو کتاب پریچنگ آف اسلام مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ ؛

جن لوگوں نے ملک ہند کے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا اور جن کی بدولت اس ملک کی ہندو قوم نے اسلام کو قبول کیا وہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہ نہیں تھے۔ بے شک جن لوگوں نے ہند کی سرزمین میں اسلام کا نور پھیلایا وہ بھی بادشاہ ہی تھے مگر اُن کی مملکت ظاہری اور جسمانی نہ تھی بلکہ وہ روحانی اور باطنی سلطنت کے شاہزادے تھے ان روحانی شاہزادوں نے ملک ہند میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں اور اُن کی فتوحات ظاہری بادشاہوں کی فتوحات سے کئی درجے زیادہ شاندار تھیں اُن کی فتوحات خاموشی میں ہوئیں۔ اُن کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ یا بگل کی آواز نہ تھی - اُن فتوحات کی یادگار اینٹ اور پتھر کے ساتھ نہیں بنائی گئی بلکہ

آج لاکھ در لاکھ مسلمان جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے اور جن کے بزرگ ہندو مذہب کے پیرو تھے یہ سب لوگ اُن روحانی شاہزادوں کی شاندار فتوحات کی زندہ یادگار ہیں۔ وہ اپنے میدانِ کارزار کے لیئے ہندوستان کے ایسا قطعات کو انتخاب کرتے تھے جو ہندو مذہب کا مرکز تھے۔ ایسے مقامات پر وہ اپنا جھنڈا گاڑتے اور اُس جگہ سے الگ نہ ہوتے جبتک کہ وہ اپنے اردگرد ہزارہا ایسے آدمی نہ دیکھ لیتے جنہوں نے ہندو مذہب ترک کرکے اسلام کا پاک مذہب قبول کرلیا اسلام کے ایسے شاہزادوں میں سے ایک کا ذکر مسٹر مائیلز اِرونگ سی۔ ایس نے جون ۱۹۱۱ء میں شملہ کے پہاڑ پر ایک لیکچر میں کیا یہ لیکچر پاکپٹن کے مزار شریف پر تھا اور پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی کے زیر اہتمام یہ لیکچر دیا گیا۔ لیکچرار موصوف نے ثابت کیا کہ پاکپٹن ابتدا میں ہندوؤں کا ایک مقدس مقام تھا اور اس وجہ سے ہندوؤں میں بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اسلام کی جو لہر مغرب کی طرف سے آکر ہندوستان پر پھیل گئی۔ اُسکی مخالفت کے لیئے یہ مقام ایک مرکز تھا۔ لیکچرار موصوف نے بیان کیا کہ جب شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کو فتح کیا تو اُس طرف کا سارے کا سارا ملک اُس کا تابع ہوگیا؛

حضرت باوا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات کی مثال کو دیکھکر ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوستان کو اسلام کے روحانی شہزادوں نے کس طریق سے فتح کیا یہ شاہزادے مسلمانوں میں اولیاء اللہ کے نام سے مشہور ہیں اور حضرت باوا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اور کئی اولیاء اللہ ہند میں صرف اس غرض سے تشریف لائے کہ ہند کو فتح کریں اور انہوں نے اس ملک کے مختلف حصوں میں اپنا اپنا جھنڈا کھڑا کیا۔ ہند کے نامور اولیاء اللہ میں سے ایک خواجہ معین الدین چشتی ہیں۔ یہ بھی اُن چیدہ شاہزادوں میں سے ہیں جنہوں نے ہند میں آکر بڑی بڑی روحانی فتوحات حاصل کیں اور اسلام کی اشاعت کے لیئے راستہ صاف کیا۔ انہوں نے اپنا ڈیرہ راجپوتانہ میں ہندو راجاؤں کے علاقہ میں بمقام اجمیر لگایا جہاں کفر کا بڑا زور تھا اور آپنے اجمیر میں ۱۲۳۶ء میں وفات پائی۔ آپ کا ماجرا نہایت ہی دلچسپ ہے۔ آپ سجستان کے

رہنے والے تھے جو ایران کے مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ اور آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے متعین فرمایا جب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو وہاں آپکو ایک رؤیا ہوا اور رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا کہ "خدائے تعالیٰ نے ہند کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ اُس طرف جاؤ اور اجمیر میں ڈیرہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے دینِ اسلام تیرے اور تیرے اتباع کے تقویٰ کے ذریعہ اُس ملک میں پھیلے گا" خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی فوراً تعمیل کی اور اجمیر کی طرف روانہ ہوئے۔ اجمیر اُس وقت ایک ہندو راجہ کے زیرِ حکومت تھا اور بت پرستی کُل ملک میں بڑے زور سے پھیلی ہوئی تھی۔ جن لوگوں نے اوّل اوّل آپ کے ہاتھ پر مذہب اسلام قبول کیا اُن میں ایک جوگی تھا جو راجہ اجمیر کا گرو تھا۔ رفتہ رفتہ آپ کے گرد بہت سے مرید جمع ہوگئے جنہوں نے آپ کی تعلیم سے متاثر ہو کر ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ آپ کی شہرت جلدی ہی ملک بھر میں پھیل گئی اور دُور دُور سے ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے وعظ و نصیحت کو سُنکر اپنے آبائی مذہب کو خیر باد کہتے ہوئے اسلام میں داخل ہوجاتے۔ اجمیر کے سفر میں راستہ میں ہی بمقام دہلی آپ نے ۰۰ ۷ ہندوؤں کو مسلمان کیا :۔

اُن تمام اولیاء اللہ کا تذکرہ اسجگہ کرنا دشوار بلکہ محال ہے جنہوں نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں اپنے نمونہ اور تعلیم اور دعاؤں اور توجہ کی برکت سے ہزاروں ہندوؤں کو مشرف باسلام کیا۔ اُن کا تھوڑا سا ذکر آرنلڈ نے اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں کیا ہے۔ یہاں صرف میں ایک اور بندۂ خدا کا ذکر کرونگا جو اُن اولیاء اللہ کے مقدس زمرہ میں شامل ہے جنہوں نے ایسے وقت میں ہند کی سرزمین کو اپنے پاک قدموں سے مشرف کیا جبکہ اس ملک میں بُت پرستی اور شرک کی گہری تاریکی ہر گوشہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس بندۂ خدا کا نام مبارک حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ غزنی کے مشہور سادات میں سے تھے۔ آپ ایک برگزیدہ اسلامی مبلغ تھے جنہوں نے لاہور میں اسلام کا وعظ کیا۔ آپ پانچویں صدی ہجری میں یہاں تشریف لائے آپ ظاہری

اور باطنی اور جسمانی اور دینی علوم کے زیور سے آراستہ تھے آپ کا وعظ سننے کے لئے لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنیوالوں کی تعداد روز بروز بڑے زور سے بڑھتی گئی۔ آپ کی ایک تصنیف فارسی زبان میں موجود ہے* جس کا حال ہی میں ایک انگریز نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ رادھا کرشن اینڈ سنز کتب فروش انار کلی لاہور سے مل سکتا ہے۔ آپکا مزار شریف اسوقت تک لاہور میں داتا گنج بخش کی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے۔

ان مقدس مبلغین کے گروہ نے ہند کے تمام حصوں میں اشاعت اسلام کا کام سرانجام دیا۔ انہوں نے نہ صرف شمالی ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی بلکہ دکن میں بھی اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔ نہ صرف مغربی ہند میں انہوں نے اسلام کی صداقت ایک دنیا پر ظاہر کی بلکہ ہند کے مشرق اقصے میں بھی اُن کی کوششوں کی برکت سے جو الٰہی تائید کے ساتھ مؤید تھیں اسلام کے سورج نے طلوع کیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا حصہ نہ ہوگا جہاں اس پاک گروہ میں سے کوئی بندۂ خدا تشریف نہ لے گیا ہو۔ ان میں سے ہر ایک نے اسلام کا بیج ہند کی زرخیز زمین میں بویا اور ہر ایک نے ایک بھاری کھیت تیار کیا اور کثرت سے پھل جمع کیا۔ اور ہند کے براعظم میں جو آج اسلام کے پیرو ہر طرف کثرت سے کروڑوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں انکا اکثر حصہ انہی بزرگوں اور انکے پیرؤں کی کوشش کا ثمرہ ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ان بزرگوں کی ایک جماعت ہندوستان میں بھیجی اور اس جماعت کے افراد ملک کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور چونکہ خدا کی مدد اور نصرت انکے ساتھ تھی۔ اس لئے ہر ایک کی کوشش پھل لائی اور آج ملک ہندوستان میں اسلام کا ایک باغ کھلا ہوا نظر آتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ان اسلام کے سپاہیوں میں سے ہر ایک اب اسی میدان میں اپنے آقا کی آغوش رحمت میں آرام کر رہا ہے جس میدان کو اُس نے ایسی جانفشانی سے جیتا۔ پس خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں انکی روحوں پر کیونکہ انہوں نے خدا کے اذن سے کروڑوں روحوں کو آگ کے عذاب سے بچایا اور ایک ایسی ملک میں جو بُت پرستی کا گھر تھا اللہ اکبر کی ندا کو کروڑوں میناروں سے بلند کرایا۔ اور محمد رسول اللہ (صلعم) کے پیارے کلمہ کو کروڑوں زبانوں پر جاری کرایا اور کروڑوں کانوں تک پہنچایا۔ و اٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

* اس کتاب کا نام کشف المحجوب ہے کتب تصوف میں فارسی زبان میں اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ منہ

اختلافاتِ بائبل

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو نمبر ۱۰ جلد ۱۱ ؁ء)

(۶۴) اور نویں گھنٹے یسوع بڑی آواز سے چلّا کے بولا ایلی ایلی لما سبقتنی جس کا ترجمہ یہ ہے اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑا

(مرقس باب ۱۵ ورس ۳۴)

(۶۴) مَیں اور باپ ایک ہیں

(یوحنا باب ۱۰۔ ورس ۳۰)

کیونکہ الوہیت کا سارا کمال اُس (یسوع) میں مجسم ہو رہا

(قلسیون باب ۲۔ ورس ۹)

نوٹ :۔ معلوم ہُوا کہ مسیح خدا نہیں بلکہ خدا کا ایک عبد ہے۔

(۶۵) اور تیسرا گھنٹہ تھا کہ اُنہوں نے اس کو صلیب دی۔

(مرقس باب ۱۵۔ ورس ۲۵)

نوٹ :۔ مسیحی صاحبان فیصلہ فرمادیں کہ جب مسیح کو صلیب دیگئی اُسوقت تیسرا گھنٹہ تھا یا اُس سے پہلے چھ گھنٹے گذر چکے تھے مرقس کہتا ہے کہ تیسرے گھنٹہ کے وقت مسیح صلیب پر تھا۔ یوحنا کہتا ہے کہ اُس سے تین گھنٹے بعد چھٹے گھنٹے کے وقت مسیح پلاطوس کی عدالت میں پیش تھا۔

(۶۵) اور مسیح کی تیاری کا دن تھا اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا پھر اُس نے یہودیوں کو کہا کہ دیکھو اپنا بادشاہ تب وے چلّائے کہ لیجا لیجا اُسے صلیب دے پلاطوس نے اُنہیں کہا کیا مَیں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہے تب اُس نے اُسے اُنکے حوالہ کیا کہ اُسے صلیب دیجاوے اور وے یسوع کو پکڑ کے لے گئے

(یوحنا باب ۱۹۔ ورس ۱۴ سے ۱۶)

(۶۶) یسوع نے اُسے کہا مَیں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا (لوقا باب ۲۳۔ ورس ۴۳)

نوٹ :۔ یسوع نے یہ بات کہ آج تو میرے

(۶۶) یسوع نے کہا مجھکو مت چھو کیونکہ مَیں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا پر میرے بھائیوں پاس جا اور اُنہیں کہہ کہ مَیں اوپر اپنے باپ اور تمہارے

ساتھ بہشت میں ہوگا اُس چور سے کہی جو کہ اُس کے ساتھ صلیب پر لٹکایا گیا تھا پس اس بیان کے رو سے مسیح اُسی دن بہشت میں داخل ہوگیا تھا اور چور بھی اُسکے ساتھ تھا۔ حالانکہ مسیحیوں کا نئے عہدنامہ کے مطابق یہ عقیدہ ہے کہ وہ صلیب کے بعد دوزخ میں اُتر گیا اور تین دن دوزخ میں رہا۔

باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں

(یوحنا باب ۲۰۔ ورس ۱۷)

(۶۷) اور وہاں بہت سی عورتیں جو جلیل سے یسوع کے پیچھے پیچھے اُس کی خدمت کرتی آئی تھیں دُور سے دیکھ رہیں اُنہیں مریم مگدلینی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں تھیں۔ (متی باب ۲۷ ورس ۵۵-۵۶)

(۶۷) تب یسوع کی صلیب پاس اس کی ماں اور اُس کی ماں کی بہن مریم کلیوپس کی جورو اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں

(یوحنا باب ۱۹۔ ورس ۲۵)

نوٹ:۔ متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی ماں اور اُسکی خالہ وہاں نہ تھیں حالانکہ یوحنا کہتا ہے کہ یہ دونوں اُس وقت یہ دردناک نظارہ دیکھ رہی تھیں۔

(۶۸) تو اُسنے کہا اے پطرس میں تجھ سے کہتا ہوں کہ آج مرغ بانگ نہ دیگا جبتک تو تین مرتبہ میرا انکار نہ کرے کہ میں اُسے نہیں جانتا

(لوقا باب ۲۲۔ ورس ۳۴)

یسوع نے اُسے جواب دیا کیا تو میرے لیئے اپنی جان دیگا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مرغ بانگ نہ دیگا جبتک کہ تو تین مرتبہ میرا انکار نہ کرے۔

(یوحنا باب ۱۳۔ ورس ۳۸)

(۶۸) اور پطرس کو آگ تاپتے دیکھکر اُسکی طرف نظر کر کے کہنے لگی تو بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا اُس نے یہ کہہ کے انکار کیا کہ میں اُسے نہیں جانتا اور نہیں سمجھتا کہ تو کیا کہتی ہے اور وہ باہر صحن میں گیا اور مرغ نے بانگ دی پھر وہ لونڈی اُسے دیکھ کر اُنسے جو وہاں کھڑے تھے کہنے لگی یہ اُنہیں میں سے ایک ہے اُسنے پھر انکار کیا اور تھوڑی دیر پیچھے پھر انہوں نے جو وہاں کھڑے تھے پطرس کو کہا سچ تو اُنہیں میں سے ہے کیونکہ

نوٹ - مسیح نے کہا کہ پطرس جب تک تین مرتبہ انکار نہ کرے گا - مرغ بانگ نہ دیگا - حالانکہ مرقس کہتا ہے کہ ابھی اُس نے ایک ہی بار انکار کیا تھا کہ مرغ نے بانگ دیدی -

(۶۹) لیکن یہ سب اس لیئے ہوا تاکہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں تب سب شاگرد اُسے چھوڑ کے بھاگ گئے (متی باب ۲۶ - ورس ۵۶)

(۷۰) عید فسح سے پہلے جبکہ یسوع نے جانا کہ میرا وقت آپہنچا ہے کہ اس جہان سے باپ پاس جاؤں سو جیسا وہ آگے اپنوں کو جو دنیا میں تھے پیار کرتا تھا ویسا ہی آخر تک پیار کرتا رہا اور جب شام کا کھانا چنا گیا تھا شیطان نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کے دل میں ڈالا کہ اُسے پکڑوائے (یوحنا باب ۱۳ - ورس اوّل و دوم) تب سپاہی اور صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے ملکے یسوع کو پکڑا اور باندھا (یوحنا باب ۱۸ - ورس ۱۲) اور فسح کی تیاری کا دن تھا اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا پھر اُس نے یہودیوں کو کہا کہ دیکھو تمہارا بادشاہ تب وے چلائے کہ لیجا لیجا اُسے صلیب دے پیلاطوس نے انہیں کہا کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہے -
(یوحنا باب ۱۹ - ورس ۱۴ و ۱۵)

تو جلیلی اور تیری بولی ویسی ہی ہے پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا اور کہا کہ میں اُس شخص کو جسکا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا دوسری بار مرغ نے بانگ دی تب پطرس کو وہی بات جو یسوع نے اُس کو کہی تھی یاد آئی کہ پیشتر اس سے کہ مرغ دو بار بانگ دے تو تین بار میرا انکار کریگا تب اُسکا غور کرتے کرتے وہ رونے لگا
(مرقس باب ۱۴ - ورس ۶۷ سے ۷۲)

(۶۹) یہ اس لیئے ہوا تاکہ وہ کلام جو اُس نے کہا پورا ہو کہ جنہیں تو نے مجھے دیا میں نے اُنہیں سے ایک کو بھی گم نہ کیا (یوحنا باب ۱۸ - ورس ۹)

(۷۰) تب فطیر کا دن جسمیں فسح ذبح کرنا فرض تھا آیا یسوع نے پطرس اور یوحنا کو بھیجا کہ تم جاؤ ہمارے لیئے فسح طیار کرو تاکہ کھائیں .... اور جب وقت آیا وہ اپنے بارہ رسولوں کے ساتھ کھانے بیٹھا اور اُس نے کہا مجھے بڑی خواہش تھی کہ دکھ سہنے کے آگے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں (لوقا باب ۲۲ - ورس ۷ - ۸ اور ۱۴-۱۵)

نوٹ :- یوحنا کے مطابق وہ فسح کی تیاری کے دن پیلاطوس کی عدالت میں پیش تھا حالانکہ لوقا کے بیان کے مطابق وہ فسح کے دن اپنے بارہ رسولوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا)

ریویو

لاالہ الااللہ :- مولوی غلام محمدؐ صاحب بی۔ اے۔ اوّل مدرس عربی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے ہستی باری تعالیٰ پر دس دلچسپ اور زبردست دلائل درج کیئے ہیں۔ اس رنگ کے نئے دلائل اس مضمون کی عام کتابوں میں کم ملیں گے کیونکہ یہ اُس جدید سرچشمہ سے نکلے ہوئے ہیں جو خدائے تعالیٰ نے آج قادیان میں جاری کر رکھا ہے۔ شائقین مؤلف سے طلب کریں قیمت ۲ر

حجۃ اللہِ علی الارضِ :- حکیم محمد حسین صاحب قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت حویلی کابلی مل۔ لاہور نے آجکل کی ضرورت کو مدِّ نظر رکھکر حضرت اقدسؑ کی ایک تقریر کو نہایت خوبصورت رنگ میں چھاپا ہے۔ یہ تقریر مقام لاہور میں اس سوال کے جواب میں کی گئی تھی کہ جب مسلمان لَا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور حشر نشر پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر انہیں آپ کا ماننا کیوں ضروری ہے خدائے تعالیٰ حکیم صاحب کو جزائے خیر دے۔ دو پیسہ یا ایک آنہ (۱ر) کا ٹکٹ بھیجکر ہر شخص اپنے دوستوں کے لئے چند کاپیاں مذکورہ بالا پتہ سے منگوا سکتا ہے ؛

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی :- یعنی رسالہ احمدی بابت جون۔ جولائی۔ اگست ۱۹۱۲ء۔ مصنفہ مولوی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حیات کو مولوی ثناء اللہ کے مسلمات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۳ر مصنف سے مل سکتا ہے اس رسالہ کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک لمبے خط کا جو آپ نے مولوی ثناء اللہ کے نام لکھا تھا صحیح فوٹو دیا ہے۔ جس کو دیکھکر ایک مخلص کا دل خوش ہوتا ہے ؛

روحانی طبیب :- مصنفہ جناب محمد ظہور الدین اکمل صاحب اس میں قابل مصنف نے بعض امراض روحانی مثلاً حرص۔ بخل۔ اکل حرام۔ زنا۔ غیبت۔ جھوٹ۔ حسد۔ تکبر۔ ریا کے دُور کرنے کے لئے تدابیر اور علاج لکھے ہیں۔ اس طرز کی کتابیں اردو لٹریچر میں بہت کیاب ہیں۔ اخلاص سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ خدائے تعالیٰ اسکو مفید بناوے مسلمان بچے بچیوں اور

نوجوانوں کے لیئے اس کا پڑھنا امید ہے کہ خصوصاً مفید ہوگا۔ کاغذ اور چھپائی بہت عمدہ قیمت صرف ۱۰ر ملنے کا پتہ منیجر تشحیذ الاذہان قادیان ::

از دفتر اخبار المعین امرتسر :- ۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ڈپٹی کمشنر امرتسر نے المعین اخبار سے پندرہ سو روپیہ کی ضمانت طلب کی اور تا ادخال ضمانت اخبار بند کر دیا ہے۔ اخبار کے دوبارہ جاری کرنے کو بہت پرزور تحریکوں کی بنا پر توکل بخدا المعین کا امدادی فنڈ کھولا گیا ہے۔ جبکہ میری ذاتی خود غرضی و طمع نفسانی کا اسمیں کوئی دخل نہیں اور اپنی گرہ سے سینکڑوں روپیہ اسکی بلا معاوضہ خدمت کرنے پر المعین پر قربان کرچکا ہوں۔ اس پر فیصلہ اب المعین کے ناظرین و معاونین کی ضمیر پر ہو توقع ہے کہ اگر وہ المعین کا جاری رکھنا قومی پہلو سے مفید سمجھتے ہوں۔ تو دل کھولکر اسکی اعانت کریں۔ فنڈ کے اعلان سے پیشتر عملی طور امداد مولوی ظفر علیخانصاحب بی۔ اے ایڈیٹر زمیندار مبلغ ۵۰ روپیہ اور شیخ عبدالحق خانصاحب بی۔ اے وکیل ملتان ایک سو روپیہ کی فرما چکے ہیں۔ فہرست معطیان قومی اخبار میں شائع کیجاویگی زرعطیہ بنام حکیم ایم معراج الدین احمد صاحب منیجر المعین ارسال فرمایا جاوے :: خاکسار سردار محمد اسلم خان بلوچ ایڈیٹر المعین - امرتسر

ایڈیٹر نور و خواجہ دل محمد ایم۔ اے

خواجہ دل محمد ایم۔ اے نے ایک مضمون جولائی کے مخزن میں شائع کیا تھا۔ جسمیں انہوں نے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی تھی کہ " باوا نانک مذہب و ملت کی قیود سے پاک تھا۔ باوا صاحب کے نزدیک کوئی ہندو تھا اور نہ مسلمان۔ سب یکساں ہی تھے" دراصل باباصاحبؒ کی نسبت ایسی رائے ظاہر کرنا باباصاحب کی تعریف نہیں ہے بلکہ مذمت ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہیں کہ باباصاحبؒ اس مثال کے مصداق تھے گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے تو جمنی داس۔ ایسے لوگ ایک منافقانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور دنیا کو ایسے لوگوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کیلیئے ہادی وہی لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرتے ہیں اور جس قوم یا شخص کو سیدھی راہ سے بھولا ہُوا اور گمراہ پاتے ہیں اسکو متنبہ کرتے ہیں اور راہ راست پر لانیکی کوشش کرتے ہیں۔ ؎ اگر بینی کہ نابینا و چاہ است دگر خاموش بنشینی گناہ است ۔ باباصاحبؒ پر یہ ایک ایسا الزام لگایا گیا تھا کہ ضروری تھا کہ اس سے باباصاحبؒ کے دامن کو پاک کیا جاتا۔ سو نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس فرض کو شیخ محمد یوسف صاحب نے نہایت خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے اور وہی اس کام کے لائق تھے انہوں نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ باباصاحب ہندو مذہب سے سخت بیزار تھے اور اسلام کے مذہب کو انہوں نے قبول کر لیا تھا۔ اس مضمون کو پڑھکر کوئی شخص بھی خواجہ دل محمد صاحب صاحب کی طرز کے مسلمانوں سے باباصاحبؒ کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ پیش آتا ہے :: (ایڈیٹر)

ایک عجیب فیصلہ

رُوس سے ایک عجیب عدالت کے فیصلہ کی خبر آئی ہے۔ایک یہودی ایک سرکاری مکان میں کسی سرکاری ضرورت کی وجہ سے داخل ہُوا۔اُس عمارت میں کیو کے گورنر جنرل کا بھی دفتر ہے۔سیڑھیوں پر بدقسمتی سے ایک مسیحی افسر شہزادہ ایرسٹاف نامی اُسکو مل گیا۔شہزادہ یہودی کو دیکھکر بےتاب ہوگیا اور یہودی کو حکم دیا کہ اسی وقت اس مکان میں سے نکل جاؤ اور دربان کو حکم دیا کہ آیندہ کبھی کسی یہودی کو اس مکان کے اندر مت گھسنے دو۔غریب یہودی نے اس ہتک آمیز حکم کی ناچار تعمیل کی مگر ساتھ ہی آہستہ سے یہ عرض کیا کہ آخر مسیح بھی تو ایک یہودی ہی تھا۔(اُس غریب یہودی کی غرض یہ عرض کرنے سے یہ تھی کہ یہودی ہونا کوئی جرم نہیں ہے۔اگر مَیں یہودی ہوں تو حضرت مسیح بھی تو آخر یہودی قوم میں سے تھے مگر معلوم نہیں کس وجہ سے) وہ شاہزادہ یہ الفاظ سنکر ایسا ناراض ہُوا کہ اُس نے فوراً حکم دیا کہ اس یہودی کو گرفتار کیا جاوے۔اس نے مسیح کو یہودی کہکر اُس کی ہتک کی ہے۔یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہُوا اور تعجب ہے کہ عدالت نے بھی اُس غریب یہودی کو مجرم قرار دیا اور ایک ہفتہ کی قید کی سزا دی۔(ٹروتھ سیکر۔مورخہ ۱۲۔اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء)

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک مسیحی کے نزدیک حضرت مسیح کو یہودی کہنا کس طرح ہتک کا موجب ہو سکتا ہے۔

ہاں شاید اس وجہ سے مسیحی ناراض ہوتے ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے اور چونکہ اُن کا باپ اسرائیلی نہ تھا اسلیئے وہ اسرائیلی یا یہودی نہیں کہلا سکتے اور اُنکو یہودی کہنا اُن کی ہتک کرنا ہے۔بے شک یہ امر بہت درست ہے اور ہمیں اس دلیل سے پورا اتفاق ہے یہ امر کل قوموں اور خصوصاً بنی اسرائیل کے نزدیک مسلّم ہے کہ ایک شخص کی ذات اُسکے باپ کی طرف سے شمار کیجاتی ہے۔ماں کی ذات کو نہیں دیکھا جاتا اگر ایک شخص کا باپ اسرائیلی ہو تو اُس کو اسرائیلی کہیں گے اور اگر اُسکا باپ اسرائیلی یا یہودی نہ ہو تو اُسکو یہودی یا اسرائیلی نہیں کہیں گے خواہ اُسکی ماں اسرائیلی قوم میں سے ہی ہو۔پس اس قاعدہ کے لحاظ سے حضرت مسیح بھی بے شک اسرائیلی یا یہودی نہ تھے۔

یہ دلیل بہت درست اور ٹھیک ہے اور ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں مگر اس میں ایک اور دقّت نظر آتی ہے اور وہ دقّت خود مسیحیوں کو پیش آتی ہے اور وہ دقّت یہ ہے کہ بائبل کی پیشگوئیاں حضرت مسیح پر چسپاں نہیں ہو سکتیں کیونکہ انہیں لکھا ہے کہ آنیوالا مسیح داؤد کی نسل میں سے ہوگا بلکہ ایک جگہ تو یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جسم کے رُو سے (نہ روحانی طور پر) داؤد کی نسل سے ہوگا (اعمال ۲-۳۰) اسلیئے واقعات۔عقل۔اور رواج قومی کے برخلاف مسیحیوں کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسیح اسرائیلی یعنی یہودی تھا۔پھر نہیں معلوم "یہودی" کا لفظ مسیحؑ کے لیئے کیوں ہتک کا موجب سمجھا گیا جبکہ بائبل کی پیشگوئیاں صرف اسی صورت میں اُسپر صادق آسکتی ہیں کہ اسکو یہودی قرار دیا جاوے۔

اطلاع:۔ ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء جلد ۱۱ نمبر ۹ میں چند حوالے سہواً۔۔۔۔ غلط لکھے گئے صفحہ ۳۲۳ سطر ۱۵۔ یرمیا باب ۵ درس ۵ کی بجائے باب ۵ لکھا گیا ہے۔ اور صفحہ ۳۲۵ کالم اوّل سطر ۷ میں حوالہ لکھا ہی نہیں یہ حوالہ پیدائش باب ۱۱ درس ۱۲ میں ہے اور صفحہ ۳۲۶ کالم اوّل سطر دوم باب ۹ درس ۲۶ کی بجائے باب ۵ ہے۔ خریداران ریویو درست کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سالانہ جلسہ

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارا سالانہ اجتماع جو ۲۵-۲۶-۲۷-دسمبر کو ہوگا قریب آرہا ہے۔ اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہمارا جو اس کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپ کی اُٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں۔ آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالنے سے آپ کے ہی پاک الفاظ میں یہ تھی کہ تا ہماری جماعت کے لوگ "بہ نیت استفادہ ضروریات دین ومشورہ اعلائے کلمۂ اسلام" اکٹھے ہوا کریں سو بحمد اللہ یہی پاک مقصد ابتک اس اجتماع میں ہمارے مدِ نظر ہے۔ استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۂ اسلام یہ دونوں وہ پاک اغراض ہیں جن کے لئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کو اُٹھا کر ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا اسی وقت سے انکے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ انہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا مگر اس کو چھوڑ کر انہیں بہت بڑی بڑی مشکلات اُٹھانی پڑیں اور دنیا میں سے ان کی سلطنت۔ انکی شوکت۔ انکی عزت سب کچھ اعلائے کلمہ اسلام کے مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا ہوتے ہیں کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جاوے گا یا سفر میں ایسی ایسی تکالیف پیش آوینگی۔

خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو تاکہ تمہارے اندر ایک پاک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے۔ گو آج کل دنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھکر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لیئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس راہ پر چلایا۔ اور اب تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہر سال کسقدر نیئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے بات صرف یہ ہے کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لے کر آتے ہو جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنا ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اُٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اُٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا۔ ہاں اگر "استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمہ اسلام" کی نیت کو چھوڑ کر ادھر کا رُخ کرو تو بیشک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا روپیہ بھی ضائع کیا اور تکلیف بھی ناحق اُٹھائی۔ مگر کس قدر فضل خدا کا ہم پر ہے کہ اس دوہری غرض کو پورا کرنے کے لیئے ہمیں اس نے کسقدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے یعنی ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے جس سے بہتر اور مخلص ناصح دنیا میں تمھیں کہیں نہیں مل سکتا۔ اور دوسری طرف اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمھیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھکر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سنکر کیسا اچھا ملتا ہے۔ اور اس طرح پر تمھاری یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اول ہونی چاہئیں کس احسن طریق پر پوری ہو رہی ہیں۔

جو لوگ ہمارے احباب میں سے اکثر قادیان آتے رہتے ہیں وہ یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا

ہے کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے کا موقعہ مل سکتا ہے تو وہ یہی سالانہ اجتماع کا موقعہ ہے۔ پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کے لیئے تحریک کریں۔ بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی دل میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو مگر تھوڑے دنوں میں ہی طبیعت کا رنگ بالکل بدل جاتا ہے۔ اس لیئے سال میں ایک بار اس تعلق کو اس رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہیئے۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کے لیئے قائم کیا ہے۔ اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی اہم ذمہ واری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ واری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں کہ ہم اگر خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھر دینے کا سامان کردیں تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں میں پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے اب غور کرو کہ اس ذمہ واری کو تم نے کہاں تک سمجھا ہے اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے۔ جو سست ہو رہے ہیں وہ خدا کے لیئے سستی کو چھوڑ دیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ اس ذمہ واری کے ناقابل سمجھ کر خدا کا ہاتھ انہیں الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کیلئے میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اسپر غالب آنیکے لیئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو! چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو جبتک اس گر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کروگے۔ کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔

کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کے لیئے تم اپنے وطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنیکے لیئے خرچ نہیں کر سکتے؟ جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر انکو کر کے دکھاؤ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدیگا تو اس کے کفارہ کے لیئے پھر اسے دوسرا موقعہ بھی ملجائیگا۔ پس جو موقعہ ملتا ہے اسی غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ کسی مشکل کو تمھاری راہ میں روک نہ ہونے دے؛

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ میں ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ ۳۰ نومبر تک کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لیئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہیئے تاکہ اطمینان سے ضروری اشیاء مہیا کر لیجاویں۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ تین ہزار روپے سے کم کسی صورت میں نہیں۔ اور یہ اٹل ضرورت ہے اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے ہی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں انکے نام خدا کے دفتر میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ اور نام بنام انکا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے؛

اس سے پہلے یہ تجویز کی گئی تھی کہ سب احباب ایک ایک روپیہ اخراجات جلسہ کے لیئے دیں۔ مگر چونکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اسطرح پر چندہ فراہم کرنیکا نہ ہی موقعہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسوقت ایسا انتظام ہو سکتا ہے اور علاوہ بریں اسوقت سب فنڈوں میں روپے کے کم ہونیکی وجہ سے بدون روپیہ جمع ہوئے اخراجات جلسہ کا انتظام پہلے سے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا سب انجمنیں اس تجویز پر فوری عملدرامد کریں۔ ایک روپیہ فی کس کم از کم چندہ وصول کیا جاوے۔ اور جو احباب زیادہ وسعت رکھتے ہیں وہ زیادہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر ساری جماعت میں چار سو آدمی پانچ پانچ روپے دینے والے کھڑے ہو جاویں اور ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ تو یہ رقم آسانی سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگر مخلص احباب توجہ فرماویں تو یہ تعداد جو اوپر لکھی ہے۔ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ کانفرنسوں وغیرہ جلسوں میں شمولیت کے لیئے پانچ پانچ روپے صرف ٹکٹ داخلہ کے بھی لوگ خوشی سے دیدیتے ہیں؛

انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی انجمنوں کے ۴ اجلاس اس تحریک کے پہنچنے پر فی الفور کریں۔ اور فی الفور فہرستیں مرتب کر کے اور روپیہ وصول کر کے اطلاع دیں۔ ۳۰ نومبر تک جسقدر چندے وصول ہونگے انکی اطلاع انشاء اللہ تعالیٰ سب احباب... کو دیجاویگی۔ مکرر التماس یہ ہے کہ اس تحریک پر فوری کارروائی ہو؛

محمد علی سکرٹری
صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۰ نومبر ۱۹۱۲ء

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء

صیغہ تعلیم :- آمد ۲-۷-۱۳۱۳ اور خرچ ۹-۱-۸۵۰ ہے۔ تعداد طلباء ۳۳۱ ہے۔ شاخوں میں تعداد طلباء ۱۸۰ ہے آٹھ لڑکے سرکاری وظیفہ خوار ہیں۔ آمد میں قریباً سوا دو سو روپیہ فیس کا اور قریباً پونے پانچ سو روپیہ سرکاری گرانٹ کا ہے۔ اور دو سو چونسٹھ روپے عید فنڈ کے ہیں ؛

مدرسہ احمدیہ :- تعداد طلباء ۸۱ ہے۔ چند لڑکے اس ماہ خارج ہو گئے ہیں۔ مستری محمد موسیٰ صاحب نے اپنا ایک لڑکا داخل مدرسہ کرایا ہے۔ اگر دیگر احباب بھی توجہ کریں تو تعداد طلباء میں بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ موجودہ صورت میں مساکین لڑکے زیادہ ہیں اور ذی ثروت کم جس سے فنڈ مقروض ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت فنڈ اڑھائی سو کا مقروض ہے اور وظائف میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جو احباب وظائف کے لیئے درخواستیں بھجواتے ہیں وہ اس بات کو ملحوظ رکھیں ؛

اشاعت اسلام :- خریداران ریویو انگریزی و اردو میں دو دو کی بیشی ہوئی اور تفسیر کے اتنے ہی خریدار رہیں۔ تفسیر القرآن کی اشاعت میں چونکہ برابر کئی سال سے بے ترتیبی چلی آتی تھی اور اس سال میں چار نمبروں کی بجائے بمشکل دو ہی نمبر نکلنے کی امید ہے۔ اور چونکہ اس بے ترتیبی کے موجودہ حالات میں درست کرنیکا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا اس لیئے گو تفسیر القرآن کا سلسلہ بند نہیں کیا جاویگا مگر آئندہ یہ موقت الشیوع نہ رہیگا یعنی یہ لازمی نہ ہوگا کہ ہر سہ ماہی کے اخیر پر پرچہ شائع کیا جاوے اور کل سال کی قیمت قبل از وقت وصول کیجاوے۔ بلکہ جب ایک معتد بہ حصہ مثلاً ایک پارہ یا ایک سورۃ کی تفسیر مکمل ہو جائے اسی وقت بصورت کتاب وہ شائع کردیجاویگی اور جن احباب کے نام اب بصورت رسالہ موقت الشیوع یہ پرچہ جاری ہے انکے نام اس قدر کی قیمت کے لیئے وی پی کر دیا جایا کرے گا ؛

مقبرہ بہشتی :- چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے موصی ۴۹۳ پوسٹماسٹر جالندھر بتاریخ ۱۶-اکتوبر ۱۹۱۲ء کو اپنے سکونتی موضع چھور تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ میں فوت ہو گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور امانتاً وہیں مدفون ہوئے ؛

تعمیر :۔ عمارت مدرسہ بڑے زور سے جاری ہے۔ اور خاصی تیار ہو چکی ہے۔ گرڈروں وغیرہ کیلیئے یکمشت دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بھٹہ کا کام تیزی سے چل رہا ہے۔ چار لاکھ اینٹ پک چکی ہے۔ روپے کی اشد ضرورت ہے گذشتہ ماہ چندہ تعمیر کی وصولی کے لیئے احباب کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی امید ہے اسپر پوری پوری توجہ فرمائی جاویگی گورنمنٹ سے بار بار چٹھیاں آرہی ہیں کہ ساٹھ ہزار خرچ کی تصدیق کراکر تیس ہزار روپیہ لیا جائے۔ مگر تاحال چونکہ اسقدر رقم صرف نہیں ہوئی اسلیئے انتظار ہے کہ روپیہ آنے پر خرچ کی تصدیق کراکر گرانٹ کا روپیہ لیا جائے۔ پس احباب خاص طور پر توجہ فرماویں تا اس سال گورنمنٹ سے روپیہ مل سکے۔ بابو برکت علی صاحب نے شملہ سے مالہ ۱۰۰/ کی رقم اپنی ساس کی طرف سے مسجد پر خرچ کرنے کے لیئے ارسال کی ہے جو عنقریب مسجد نور کے فرش کی توسیع پر صرف کیجاوے گی؎۔ ماہ اکتوبر میں جن احباب کی طرف سے دس روپے یا اس سے زیادہ رقوم چندہ تعمیر کی آئی ہیں انکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں کل چندہ تعمیر اس ماہ ۳-۷-۱۸۴۶ وصول ہوا۔ پیشاور [illegible]۔ ہمبڑان [illegible]۔ لدھیانہ [illegible] امرتسر [illegible]۔ راول پنڈی [illegible]۔ کلکتہ [illegible]۔ مردان [illegible]۔ میرٹھ [illegible]۔ قادیان [illegible] شاہ پور [illegible]۔ انبالہ [illegible]۔ دانہ [illegible]۔ ہری پور [illegible]۔ سیالکوٹ [illegible]۔ حیدر آباد دکن [illegible]۔ بمبئی [illegible]۔ میانوالی [illegible]۔ لنڈن [illegible]۔ منصوری [illegible]۔ منشی عبد اللہ خان صاحب گرداور گگہ سرائے ضلع لاہور [illegible]۔ بابو دوست محمد خانصاحب کلرک ممبا [illegible] میاں عبد الباری صاحب و فتح عظیم صاحب بنوں [illegible]۔ حاکم علی صاحب دفعدار جھانسی [illegible] ؛

لنگر خانہ :۔ پھر اڑھائی ہزار کا مقروض ہو گیا ہے۔ اسکے جواب دہ وہ احباب ہیں جو اب تک چندوں کے دینے میں تساہل کرتے ہیں اگر باقاعدہ سب احباب چندہ ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے مشکلات ہر سال پیش آویں۔ اب ایک طرف لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہو رہا ہے اور دوسری طرف سالانہ جلسہ سر پر آرہا ہے جسکے لیئے تین ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ میں اس سلسلہ کے مخلصوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پانچ چھ ہزار کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کریں

زکوٰۃ :۔ آمد [illegible] ہوئی اور خرچ [illegible] ہوا۔ ذیل کے احباب یا انجمنوں نے دس روپے یا

؎ اسی غرض کے لیئے کوئی ایک سو روپے کی اور ضرورت ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو بڑے ثواب کا موقعہ ہے

اس سے زائد رقوم زکوٰۃ کی مد میں عطا فرمائیں - جزاہم اللہ خیرًا - جماعت لدھیانہ ۳۵ ۔ میاں عبدالواحد صاحب خان سامان ۳ - جماعت منصوری للو ۶ - آٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ

یتامیٰ :- اس مد میں مندرجہ ذیل احباب نے دس روپے یا اس سے زائد رقوم ارسال فرمائیں - محمد ابراہیم سکرٹری چک ۹۹ شمالی سرگودہ ۵ - حاجی امیر دین صاحب بوساطت حضرت خلیفۃ المسیح ۵ کل آمد اس ماہ ۱۵ ہوئی +

دفتر سکرٹری :- سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے احباب مہربانی فرما کر اخراجات جلسہ سالانہ کے لیئے روپیہ بھیجنے کی کوشش فرمادیں علی الخصوص سکرٹری صاحبان بہت توجہ کریں - اسکے متعلق چٹھی علیحدہ لکھی گئی ہے - اسے بہت شائع کیا جائے ۔

مجلس معتمدین نے اراضیات دار العلوم میں سے بجانب شہر چند ٹکڑے زمین کے بغرض تعمیر مکانات مندرجہ ذیل شرائط پر اجارہ پر دینے منظور کیئے ہیں :-

(۱) جو مکان اس زمین پر بنائے جائیں گے وہ صدر انجمن احمدیہ کے منظور کردہ نقشہ کے مطابق ہونگے ۔

(۲) اجارہ کی میعاد تیس سال ہوگی ۔

(۳) اس میعاد کے گذرنے کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا - کہ خواہ میعاد اجارہ میں انہی یا اور شرائط پر توسیع کر دے - خواہ مالک مکان سے اس ٹکڑہ کی قیمت وصول کرلے - اور صورت پیش کردہ کے منظور نہ کرنے کے صورت میں مالک صرف ملبہ کا حقدار ہوگا ۔

(۴) فی ٹکڑہ جو ۵۰ × ۳۲½ فٹ یعنی قریبًا سوا سات مرلہ ہے اس کا کرایہ بحساب ۲ ر ماہوار ہوگا ۔

(۵) جو صاحب بجائے ایک ٹکڑہ کے دو ٹکڑے لینا چاہیں انسے کرایہ اسی حساب سے زیادہ لیا جائے گا ۔

(۶) تیس سال کی میعاد کے اندر یا توسیع میعاد اجارہ کی صورت میں اسکے بعد کوئی شخص مکان فرخت کرنا چاہے تو سب سے پہلے انجمن کا حق ہوگا - کہ ملبہ کی قیمت دیکر وہ مکان لیلے

(۷) کسی وقت تین سال کا کرایہ بقایا ہوجانے کی صورت میں انجمن کو اختیار ہوگا کہ تین ماہ کا نوٹس ملبہ اٹھانے کے لیئے دے جسکی تعمیل نہ ہونیکی صورتمیں ملبہ کی قیمت

بعد وضع کرایہ دے کر انجمن مالک مکان متصوّر ہوگی ؂

امید ہے کہ ہمارے وہ احباب جن کی خواہش قادیان میں اپنے مکانات کے بنانے کی تھی وہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ مکانات کے متعلق ہر قسم کا آرام ہوگا۔ بازار اور گلیاں کھلی مکانات کے درمیان چھوڑی جاویں گی۔ اور حفظ صحت کے لحاظ سے یہ مکانات بہت اچھے ہونگے کیونکہ ہر ایک چار مکان کے ٹکڑے کے ساتھ چاروں طرف بازار یا گلی ہوگی اور اس طرح پر ہر مکان دو طرف سے بالکل کھلا ہوگا۔ پانی کے لیئے کنواں بھی قریب لگوا دیا جاوے گا۔ اس طرح پر یہ ایک بستی احمدیوں کی بنجاویگی جو باوجود شہر سے باہر ہونے کے شہر کے قریب ہوگی اور نیا شفاخانہ بھی اس کے پاس ہی ہوگا۔ مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارتیں بھی شہر کی نسبت بہت قریب ہونگی۔ یہ انتظام محض اس لیئے کیا گیا ہے کہ تا ایسے احباب جو یہاں رہ کر مکان کی وجہ سے تکلیف اُٹھاتے ہیں یا ایسے احباب جو چاہتے ہیں کہ انکے مکانات اور کسی جگہ ہونیکی بجائے قادیان میں ہوں تا جب وہ رخصت وغیرہ پر آویں تو سہولت سے اپنے مکانوں میں آکر ٹھہر سکیں ان سب احباب کی ضرورتیں پوری ہوجاویں۔ جو احباب ان ٹکڑوں میں سے ایک ایک یا دو دو ٹکڑے لینا چاہتے ہوں وہ فی الفور دفتر سکرٹری سے خط وکتابت کریں چونکہ ایسے قطعات کی تعداد تھوڑی ہے لہٰذا جو صاحب دیر سے درخواست کریں گے ممکن ہے کہ انہیں مایوس ہونا پڑے ؂

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ریویو

مزارات اولیاء دہلی حصہ اوّل ۔ مؤلفہ جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی۔ مولوی صاحب موصوف نے بہت سی تاریخ کی کتابوں اور اولیاء اللہ کے حالات سے اور دیگر ذرائع سے جس قدر حالات جمع ہوسکتے تھے اُن کو نہایت صحت اور سعی کے ساتھ ایک جگہ جمع کیا ہے اور مزارات کا صحیح صحیح پتہ ونشان دیا ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں جو شائع ہوچکا ہے مزارات دہلی کہنہ مع مضافات درج ہیں۔ اس میں ۱۰۶ بزرگوں کے مختصر حالات ہیں ۱۰۴ صفحہ کی کتاب قیمت ۱۲ دوسرے حصہ میں جو ابھی طبع نہیں ہوا مزارات دہلی شاہجہان آباد مع ملحقات درج ہیں۔ یہ کتاب زائرین کے لیئے ایک اچھی گائیڈ بک ہے اور مؤلف سے اس پتہ پر مل سکتی ہے۔

دہلی۔ ترا ہا بیرم خان محلہ فقی صاحب

مستقل فنڈ

مساکین

امانت

زکوٰۃ

تفصیل پیشگی

تعلیم	۶ - ۷ - ۲۶۱
متفرقات	۰ - ۰ - ۱۰۰۰
مقبرہ	۹ - ۱۰ - ۱۵۳
جائداد	۰ - ۱ - ۳۷۰۳
میزان	۳ - ۳ - ۵۱۱۷

تفصیل فاضل بنام صیغہ جات

متفرقات [illegible]

بیت المال [illegible]

بورڈران ہائی [illegible]

بورڈران احمدیہ [illegible]

[illegible]

بقایا یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء صیغہ جات

تعلیم	۱۱ - ۶ - ۳۷۷۱
اشاعت	۳ - ۱۵ - ۴۱۱۸
جائداد	۸ - ۴ - ۸۷۷
مساکین	۱ - ۱ - ۱۲۷۲
زکوٰۃ	۳ - ۱ - ۲۳۰۸
یتامیٰ	۳ - ۹ - ۴۳
مقبرہ	۷ - ۷ - ۳۵۲۹
مستقل فنڈ	۶ - ۲ - ۳۹۱۲
امانت	۹ - ۱۲ - ۹۸۴
میزان آمد صیغہ جات	۳ - ۱۳ - ۲۰۸۱۷
منہا کردہ فاضل	۷ - ۰ - ۶۷۷۴
باقی	۸ - ۱۲ - ۱۴۰۴۳
پیشگی	۳ - ۳ - ۵۱۱۷
باقی نزد امین	۵ - ۹ - ۸۹۲۶

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد صادق
ناظر

ریویو

آئینہ حق نما:- یہ کتاب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کتاب الہامات مرزا کے جواب میں لکھی ہے۔ اور جن پیشگویوں پر مولوی امرتسری نے اعتراض کیا ہے اُن پر سیر کن بحث کر کے اُن میں سے ہر ایک کا سچا ہونا ثابت کیا ہے۔ ہر پیشگوئی کے متعلق پورا مصالح جمع کیا گیا ہے۔ شیخ صاحب کی قلم کو خدائے تعالیٰ نے خاص قوت اور بسط بخشا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اُنکی اس سعی کی جزائے خیر دے اس کتاب کو میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے جن کے پاس ثنائی ابلہ فریبیوں کی قلعی کھولنے کے لیئے کافی ذخیرہ موجود رہتا ہے چھاپ کر شائع کیا ہے درخواستیں میر صاحب موصوف کے پاس بھیجنی چاہییں۔ ۳۲۴ صفحہ کی کتاب ہے قیمت بلا جلد ۱۳؍ مجلد عمر - مع محصولڈاک مجلد عہ بلا جلد عہ ؂

مادہ فانی ہے یعنی دیانندی مت اور فلسفہ جدید۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور نے اپنے اس جدید اور قیمتی مضمون کو عام فائدہ کے لیئے ایک چھوٹے رسالہ کی شکل میں شائع کیا ہے سید صاحب کو خدمت اسلام کے لیئے خدائے تعالیٰ نے خاص جوش اور توفیق بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں اُن کی مدد کرے ؂

بھرت ملاپ[۱]۔ گیان اور دھرم کی ترقی[۲]۔ مہاپرشوں کی بانی[۳]۔ یہ تینوں کتابیں شری پرکاش دیو جی پرچارک براہمو دھرم لاہور نے بنگالی زبان سے اردو میں ترجمہ کی ہیں۔ پہلی کتاب میں بن باس میں رامچندر جی سے بھرت جی کی ملاقات کا دلچسپ قصہ بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ قیمت ۴ر دوسری کتاب میں شرمیت پردھان آچاریہ دیویندر ناتھ ٹھاکر جی کے چودہ اُپدیش درج ہیں۔ جو انہوں نے علم اور مذہب کی ترقی کے متعلق براہمو دھرم کے اصول کے مطابق دیئے قیمت ۴ر۔ تیسری کتاب پنڈت شیوا ناتھ شاستری ایم اے کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بھی براہمو سماج کے خیالات سے رنگین ہے۔ قیمت ۳ر۔ یہ تینوں کتابیں مترجم صاحب

R[illegible] NO L 303

[illegible] دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جیسے ٹپک۔ چمک۔ ٹیس۔ رگوں میں لہر کن کنی سے چاہے جس قدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کیواسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو۔ اڑا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے۔ ان دنوں میں لوگ ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا محنت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آ جاتی ہیں اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کیلئے ہے۔ دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے۔ اسلیئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ تک ۶؍

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۴؍ محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍ اور ۱۲ ڈبیہ کا ۶؍

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا انتیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں اسمیں چند فائدے لاجواب ہیں یہ ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلیئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی اور تلی کو گراتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۴؍ محصول ۶؍ دو شیشی تک ۸؍ قیمت شیشی خوردہ ۸؍ محصولڈاک ۵؍ دو شیشی تک ۶؍

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی تین خوراک ۱۲؍ پیکنگ و محصولڈاک چھ آنے دو شیشی تک ۸؍ چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸؍ پیکنگ و محصولڈاک ۵؍ دو شیشی تک ۶؍ اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے لکھنجن سنگھ دیو بہادر فیوڈیٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگر ضلع سنبھل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لیئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل رفع ہو گئی مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینے کی ضرورت نہ ہوئی کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد [illegible] اثر دکھلایا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ مینیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا۔